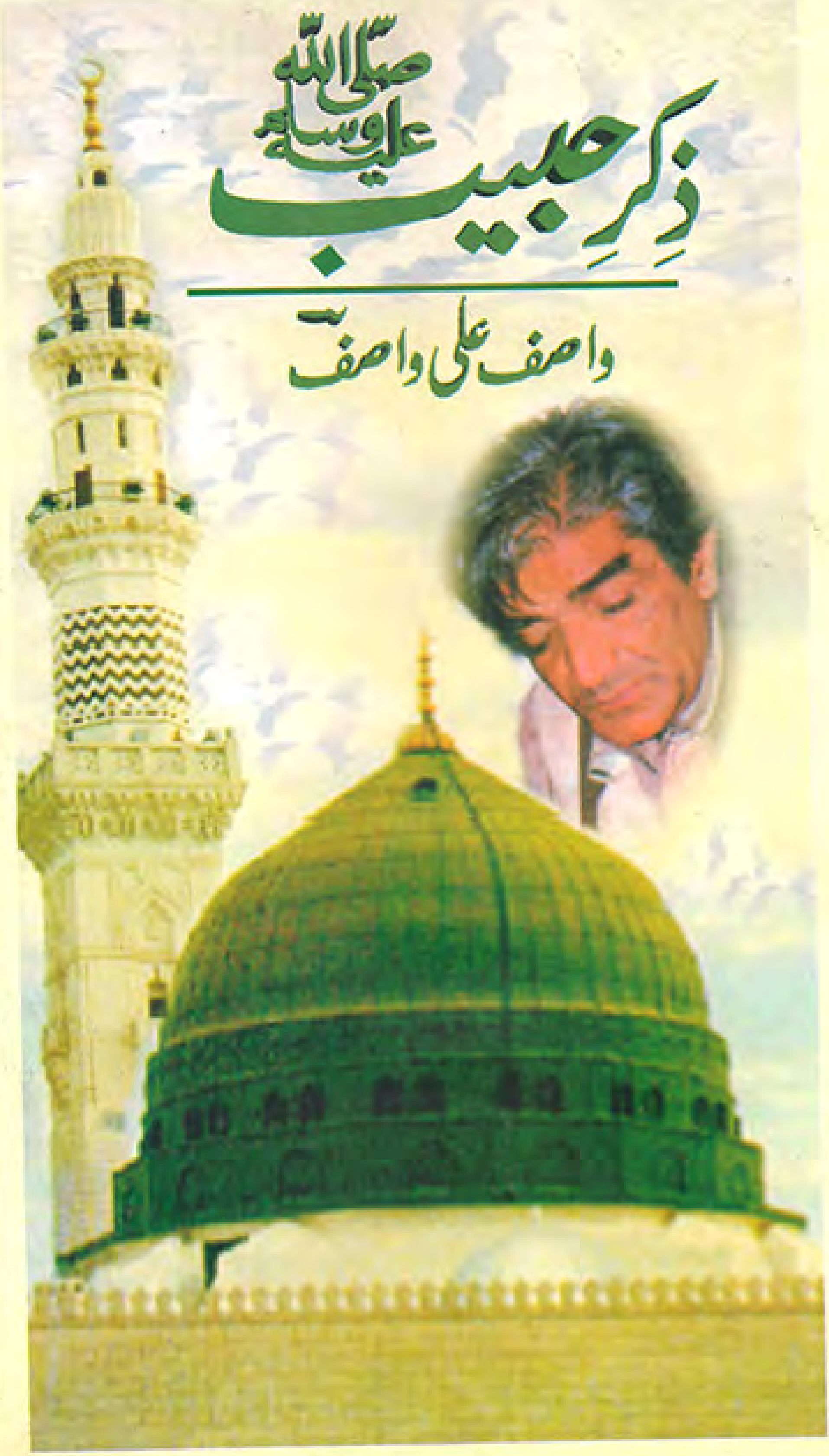

ذکرِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم
واصف علی واصف

واصف علی واصف

ذکرِ حبیب ﷺ

علم و عرفان پبلشرز
الحمد مارکیٹ، 40- اُردو بازار، لاہور۔
فون: 37352332'37232336 فیکس: 37223584
www.ilmoirfanpublishers.com
E-mail: ilmoirfanpublishers@hotmail.com

نام کتاب	....	ذکرِ حبیب
مصنف	....	واصف علی واصف
ناشر	....	کاشف پبلی کیشنز، لاہور
		A - 301 جوہر ٹاؤن لاہور
مطبع	....	زاہدہ نوید پرنٹرز لاہور
کمپوزنگ	....	اویس احمد
سن اشاعت	....	نومبر 2014ء
قیمت	....	-/250 روپے

بہترین کتاب چھپوانے کے لیے رابطہ کریں: 0300-9450911

علم وعرفان پبلشرز

40۔ الحمد مارکیٹ، لاہور

فون: 0423-7352332---0423-7232336

..... ملنے کے پتے .....

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
دربار مارکیٹ ،لاہور

مشتاق بک کارنر
الکریم مارکیٹ اُردو بازار، لاہور

اشرف بک ایجنسی
اقبال روڈ کمیٹی چوک، راولپنڈی

کتاب گھر
اقبال روڈ کمیٹی چوک، راولپنڈی

کتاب نگر
حسن آرکیڈ، ملتان کینٹ

رشید نیوز ایجنسی
اخبار مارکیٹ، اُردو بازار، کراچی

کشمیر بک ڈپو
تلہ گنگ روڈ، چکوال

مختار برادرز
بھوانہ بازارو، فیصل آباد

ویلکم بک پورٹ
اردو بازار ،کراچی

چلڈرن پبلی کیشنز
اردو بازار ،کراچی

جس ذاتؐ پر نزولِ کلامِ مجید ہو
وہ ذاتؐ کم نہیں ہے مقدس کتاب سے

(واصف علی واصفؒ)

عرضِ ناشر

کائنات کے بنانے اور اس کو چلانے والی سب سے بڑی وجہ اور سب سے بڑی طاقت محبت ہے۔ یہ وہ محبت ہے جو اللہ تعالیٰ کو ہوئی اپنے محبوب پاک ﷺ سے اور پھر اُس نے اِس محبت کا جلوہ دکھانے کے لئے یہ تمام بزم سجائی جس میں آگ پانی ہوا اور مٹی کے خمیر سے ہر طرح، ہر قسم اور ہر رنگ کی مخلوق بنائی۔ پھر اُس نے اِس رنگا رنگ بزم میں اپنے حبیبؐ کا جلوہ دکھایا۔ یہیں پر وہ خوش نصیب لوگ بھی آئے جو اللہ سے محبت کرنے لگے۔ ایسے لوگوں کے لئے اللہ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کے ذریعے پیغام بھیجا کہ آپؐ ان سے کہہ دیجیے کہ اگر یہ اللہ سے محبت کرتے ہیں تو آپؐ کی اتباع کریں، پھر اللہ ان سے محبت کرے گا۔ تو اللہ سے محبت کی شرط اول اور آخر یہ ٹھہری کہ اس کے حبیبؐ سے محبت کی جائے۔ صحابہ کرامؓ نے اس محبت کا حق اس طرح ادا کیا کہ رہتی دنیا تک ان کی مثال قائم رہے گی۔ اس محبت کا ایک اظہار سرکارِ دو عالم ﷺ کی مدح، تعریف اور توصیف ہے جو نعت کی شکل میں تب سے آج تک جاری ہے اور قیامت تک یہ ذکر اور رفیع ہوتا جائے گا۔ یہ تو حقیقت ہے کہ اپنے حبیبؐ کی اصل اور ان کے حق کے مطابق تعریف اور توصیف تو صرف اللہ ہی کر سکتا ہے جیسا کہ حضرت شیخ فریدالدین عطارؒ نے فرمایا ہے ؎

وصفِ اُو کہ لائق ایں ناکس است

واصفِ اُو خالقِ عالم بَس است

یعنی میں ناکس اس لائق کہاں ہوں کہ آپؐ کا وصف بیان کر سکوں، اُن کا

واصف یعنی وصف بیان کرنے والا تو خود خالق عالم ہے۔ اللہ نے جب حکم فرما دیا کہ میں اور میرے فرشتے نبیؐ پر درود بھیجتے ہیں تو اے ایمان والو تم بھی اُن پر درود و سلام بھیجو تو اس حکم کا عملی طور پر نفاذ یہ ہوا کہ مومنین کے باطن میں درود جاری ہو گیا اور زبان سے نعت شروع ہو گئی۔ حضور پاک ﷺ کا فرمان ہے کہ تمہارا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک میں تمہیں اپنے ماں باپ اور اولاد سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔ بس اس پاک محبت کے کرشمے اور اعجاز کا حاصل نعت مبارک ٹھہری۔ حضور پاک ﷺ کے خاص محبّان یعنی اولیائے کرام نے جس طرح سے اور جس محبت سے نعت کہی اس کی نہ کوئی مثال ہے نہ مثال ہے۔ اللہ نے ان کو یہ فضل وفیض اس محبت کے طفیل عطا کیا جو ان کو اپنے آقا و مولا سرکارِ دو عالم ﷺ سے تھی۔ اسی محبت سے قبلہ واصف صاحبؒ کا قلب اس طرح منور تھا کہ ان کے کلام، تحریر اور گفتگو میں جگہ جگہ اس نور کا جلوہ صاف نظر آتا ہے۔ کافی دیر سے یہ خواہش اور ضرورت پیدا ہو رہی تھی کہ یہ سارا تبرک ایک جگہ جمع ہو جائے تا کہ اس کو طلب کرنے والے کے لئے آسانی پیدا ہو۔ اس لئے یہ سارا ریفرنس زیرِ نظر مجموعہ میں ترتیب دیا گیا ہے۔ پہلے حصے میں اُردو کلام ہے جس میں ایک خاص بات یہ ہے کہ کچھ غیر مطبوعہ نعتیں بھی شامل ہیں۔ اگلے حصّے میں پنجابی کلام اور سیرت کے موضوع پر اُن کے خطبات شامل ہیں اور آخر میں حضور پاک ﷺ کے بارے میں ان فرمودات کو جمع کیا گیا ہے......

اُمید ہے اس سے قارئین کی دیرینہ خواہش بھی پوری ہو جائے گی اور نئے قارئین واصف صاحبؒ کی ذات کے اس روشن پہلو سے بہتر طور پر روشناس ہو سکیں گے۔

فہرست

﴿اردو کلام﴾

﴿پنجابی کلام﴾

﴿خطبات﴾

﴿فرمودات﴾

اردو کلام

دُعا

الٰہی واسطہ رحمت کا تُجھ کو
الٰہی واسطہ وُسعت کا تجھ کو
الٰہی واسطہ عظمت کا تُجھ کو
الٰہی واسطہ قوت کا تُجھ کو
الٰہی واسطہ شوکت کا تُجھ کو
الٰہی واسطہ عزت کا تُجھ کو
خطائیں بخش دے ساری الٰہی
مصیبت سر پہ ہے بھاری الٰہی
ہر اک سینے میں دل گھبرا رہا ہے
کہ شیرازہ بکھرتا جا رہا ہے!

اخوت ہو رہی ہے پارا پارا
سہارا دے سہارا دے سہارا
خطاؤں سے ہماری درگزر کر!
علاجِ سوزشِ داغِ جگر کر!
حوادث پر حوادث آ رہے ہیں
کیے پر اپنے، ہم پچھتا رہے ہیں
جو خامی ہے ہماری دُور فرما
دعاؤں میں اثر دے میرے مولا!
وطن کی جان ہی پر بن گئی ہے
بڑی دولت تھی ہاتھوں سے لُٹی ہے
چھٹا اُمید کا ہاتھوں سے دامن
جلی کچھ اس طرح سے شاخِ گُلشن
بلائے ناگہاں نازل ہوئی ہے
ہر اک سینے میں جاں بے کل ہوئی ہے
زمانے بھر میں ہم رُسوا ہوئے ہیں
ہمارے تذکرے کیا کیا ہوئے ہیں

ہوئی ہے کُفر کی یلغار ہم پر
ہماری کیوں چلی تلوار ہم پر
قیامت ہے قیامت آگئی ہے
نگہ افکار کی پتھرا گئی ہے
کہیں اقصیٰ کا ماتم ہو رہا ہے
کہیں حصّہ بدن کو رو رہا ہے
کہیں اخبار کی سرخی جمی ہے!
کہیں دوشیزگی لُوٹی گئی ہے!
کوئی بچہ کہیں اغوا ہوا ہے!
مرے مولا ہمیں کیا ہو گیا ہے
کہیں گھر کو جَلایا جا رہا ہے،
کہیں بھائی کو بھائی کھا رہا ہے!
وطن میں گُل کِھلائے جا رہے ہیں
نئے عنوان لائے جا رہے ہیں
کوئی تخریب کا پیغام بر ہے
کوئی دشمن کا منظور نظر ہے!

کسی کو غیر سے امداد آئی!
دہائی ہے دہائی ہے دہائی!
محافظ دین کے پیرانِ جعلی!
لبادے اوڑھ کر بیٹھے ہیں خالی!
غریبوں کی کمائی کھا رہے ہیں!
توکّل کا بیاں فرما رہے ہیں
نہ راہی ہیں نہ رستہ آشنا ہیں
بزعمِ خویش پکے رہنما ہیں
مگر ہے رحم کے قابل مُسلماں
کہ تیرا نام لیوا ہے یہ ناداں!
مُسلماں کو مٹایا جا رہا ہے!
نگہباں کو سُلایا جا رہا ہے!
گلہ شِکوہ نہیں یہ التجا ہے،
مُسلمانوں سے کیوں ناراض سا ہے
الٰہی یا الٰہی یا الٰہی!
ہوئے محبوس کیوں تیرے سپاہی!

مُسلماں کو عطا کر سرفرازی!
کہ غازی لے کے آئیں اپنے غازی
مسلماں کو بنا سچا مُسلماں!
بنے اَب غیب ہی سے کوئی ساماں
مسلماں سے مُسلماں دُور کیوں ہے
ہر اِک اپنی جگہ مجبور کیوں ہے!
مُسلماں کا لہو ارزاں ہُوا ہے!
چمن توحید کا ویراں ہُوا ہے
ترِے محبوبؐ کی محبوب اُمّت
زمانے میں ہوئی غرقِ ندامت!
مُسلماں کو عطا کر زورِ حیدرؓ،
صفِ دُشمن کو تُو زیر و زبر کر!
بچا مِلّت کو تُو اپنے کرم سے،
کریمانہ نظر مت پھیر ہم سے!
کہ تیرے ہی کرم کا آسرا ہے
وگرنہ پاس اپنے اور کیا ہے!

خدایا بس تری رحمت ہے درکار
ہمیں معلوم ہے ہم ہیں گنہگار!
فقط اِک آسرا باقی ہے تیرا،
وگرنہ چار سو چھایا اندھیرا
گناہوں نے دُعائیں چھین لی ہیں
خطائیں کچھ زیادہ ہم نے کی ہیں!
مگر رحمت تری حاوی غضب پر
کرم کر یاالٰہی اور سب پر!
خُدایا اپنی رحمت عام کر دے
بہت بگڑا ہُوا ہے کام کر دے
کرم کی اک نظر ہو جانِ عالم
سوالی ہیں ترے با چشمِ پُرنم!
تجھے سب اولیاء کا واسطہ ہے
شہیدِ کربلا کا واسطہ ہے!
علی المرتضےٰ کا واسطہ ہے!
مُحمّد مُصطفےٰ کا واسطہ ہے!

مِرے منعم کر اب حاجت روائی ،
مِرے ہادی بس اب ہو رہنمائی
ہٹا دے سب کی رغبت ماسِوا سے
محبت ہو تو محبوبِؐ خُدا سے
کہ عاصی ہیں ترے دَر کے سوالی
کوئی کاسہ نہ اب رہ جائے خالی
بھروسہ غیر کا ہم سے اُٹھا لے
ہمارا بن ہمیں اپنا بنا لے !
ترے در پر نگوں ہر اِک جبیں ہو
فروزاں قلب میں شمعِ یقیں ہو !
نبیؐ کی آل کا خادم بنا دے ،
مسلمانوں کو سیدھی رہ دکھا دے
ہے تیری ذات حاوی ہر جہاں پر
زمانوں پر زمیں پر آسماں پر
ترے اسمائے حُسنیٰ کا سہارا
وگرنہ کون ہے اپنا ہمارا

حکومت چاہتے ہیں ہم اِلہٰ کی
غلامی مانگتے ہیں مصطفیٰؐ کی!
صحابہؓ کی عقیدت مانگتے ہیں
غِنا، صدق و عدالت مانگتے ہیں
شجاعت اور دستِ مرتضیٰؓ کی
یہی ہے آرزو اپنی دُعا کی
تو اپنے دوستوں کو حکم فرما
کہ ہو جائیں اِکٹھے سارے یکجا
وطن تقسیم پھر ہونے نہ پائے،
کہیں یہ شمع ہی گُل ہو نہ جائے
عطا کر اپنے سب مخفی خزانے
کہ ہوں آباد اُجڑے آشیانے!
مریضوں کو مرے مولا شفا دے
غریبوں کو کشائش یا خُدا دے
تجھے ہے واسطہ تیری طلب کا،
بنادے اپنا ذاکر قلب سب کا

اسیروں کو مرے مولا رہا کر !
کریمانہ نظر میرے خُدا کر !

الٰہی بخش دے سب کی خطا کو !
قبولیّت ملے میری دعا کو !

صورت میری آنکھوں میں سمائے گی نہ کوئی !
نظروں میں بسی رہتی ہے سرکارؐ کی صورت

شبِ فرقت کٹے کیسے سحر ہو
کرم کی یا محمدؐ اِک نظر ہو
سکوتِ دو جہاں ہے اور میں ہوں
فقط میری فغاں ہے اور میں ہوں
رسُولؐ اللہ سنو فریاد میری!
ہو کشتِ آرزو آباد میری
مصیبت ہے بڑا مجبُور ہوں میں
ستم ہے تیرے در سے دُور ہوں میں
ازل سے آرزُو میری یہی ہے
تمہاری یاد میری بندگی ہے
جبینِ شوق تجھ کو ڈھونڈتی ہے
نظر اپنی تیرے در پہ لگی ہے

مُرادوں سے مرے کاسے کو بھر دے
تو اپنے فیض کو اب عام کر دے

غریبوں کو عطا کر کجکلاہی
فقیروں کو ملے اب چتر شاہی

بعد اَز خُدا بُزرگ توئی

یا نبیؐ تیرا کرم درکار ہے
آزمائش میں مرا کردار ہے

دُشمنانِ دین کے نرغے میں ہُوں
حادثاتِ دہر کی یلغار ہے !

یا حبیبؐ اللہ تیرا ذکر بھی !
آج کے ماحول میں دشوار ہے

ہر نظر سہمی ہُوئی ہر دل اُداس
زندگی اب زندگی پر بار ہے

عہدِ ماضی میں جو اُمّت تھی چٹان
آج وہ گرتی ہوئی دیوار ہے

دین پر دُنیا مسلّط ہو گئی ،
تیری اُمّت بے کس و نادار ہے
دین کی خاطر ملا تھا یہ وطن !
دین کا آئین ہی درکار ہے
دین کیا ہے تیری اُلفت کے سِوا
دین کا بس اِک یہی معیار ہے

تُوؐ نظر پھیرے تو طوفاں زندگی !
تُوؐ نظر کر دے تو بیڑا پار ہے !

یارسُول اللہ ﷺ

کرم کی اِک نظر ہو جانِ عالم یا رسول اللہؐ
تری اُمّت پہ ہے افتاد پیہم یا رسول اللہؐ

بنایا تھا تمھارے نام سے جو آشیاں ہم نے
گری ہے اِس پہ ہو کے برق برہم یا رسول اللہؐ

بڑے دم خم سے آزادی کی صبحِ نو کو دیکھا تھا
ستم ہے دم رہا اِس میں نہ اب خم یا رسول اللہؐ

غمِ دُنیا، غمِ عقبیٰ، غمِ ارضِ وطن ہم کو
جو ہم سے کٹ گئے اِن کا بھی ہے غم یا رسول اللہؐ

ہمارے سامنے بکھرے ہیں دانے ایک تسبیح کے
بکھرتا ہے کوئی شیرازہ یوں کم یا رسول اللہؐ

کرم ہو ارض پاکستان پہ یا رحمتِ عالمؐ!
سلامی دے رہا ہے سبز پرچم یا رسول اللہؐ

سفینہ آپ کی اُمّت کا گردابِ بلا میں ہے
نہ مونس ہے نہ کوئی اور ہمدم یا رسول اللہؐ

مبارک ہو وطن والوں کو میلاد النبیؐ کا دن
صلوٰۃٌ دائمٌ بارک وسلّم یا رسول اللہؐ

گدائے حُسن تو من کمتریں واصِف علی واصِفؔ
کرم کر دی کہ بندہ بے قرارم یا رسول اللہؐ

❀

عشقِ احمدؐ سے بشر ہے سرفراز
عشقِ احمدؐ ہے میری ہستی کا راز
مصطفیٰؐ کی یاد ہے سرمایہ میرا
مصطفیٰؐ کا ذکر ہے میری نماز

آپؐ کی چشمِ عنایت پر ہے ناز
آپؐ نے بخشا میرے دل کو گداز
آپؐ ہی تو حاصلِ ایمان ہیں
آپؐ ہی کا ذکر ہے میری نماز

کس طرح پردہ اٹھے میرے نبیؐ کے راز سے
بے خبر جبریلؑ ہے جب آپؐ کی پرواز سے
آپؐ کی ذاتِ گرامی ہر بلندی سے بلند
پست ہر آواز کا قد آپؐ کی آواز سے

جب آنکھ سے آنسو بہہ نکلیں اور نور نظر آئے دل میں
کچھ اور ہی عالم ہوتا ہے اس وقت ہماری محفل میں
اس نام محمدؐ کے صدقے، بگڑی ہوئی قسمت بنتی ہے
مشکل نہ رہی ہرگز باقی، جب انؐ کو پکارا مشکل میں

نعتؐ

''دَسے صورت راہ بے صورت دا''

من رآنی کا مدعا چہرہ　　صُورتِ حق کا آئنہ چہرہ
سرمگیں چشم آیہِ ما زاغ　　زُلف واللّیل والضحٰے چہرہ
عالمِ خواب میں حقیقت ہَے　　آپؐ کا چہرہ، آپؐ کا چہرہ
مصطفٰےؐ آنکھ ہو خُدا صُورت　　ہو خُدا آنکھ مصطفٰےؐ چہرہ
یہی چہرہ نِشانِ وَجہُ اللہ　　ورنہ رکھتا ہے کیا خُدا چہرہ
یہ ہے تفسیرِ احسنِ تقویم　　ابتداء چہرہ ، انتہاء چہرہ
مرنے والوں کی آخری خواہش　　مِرے آقاؐ مجھے دکھا چہرہ

ریگزارِ حیات میں واصفؔ
باغِ فردوس کی ہوا چہرہ

نعتؐ

اللہ ہو جب اس کا ثنا گر، نعت کہوں میں کیسے
میں قطرہ وہ ایک سمندر، نعت کہوں میں کیسے

صدیاں بیتیں آج بھی اس کا ہے گھر گھر اُجیارا
روشن روشن نور کا پیکر، نعت کہوں میں کیسے

اس کا نام جگت کی رحمت، وہ مصری کا میٹھا پربت
میں بہتی ندیا میں کنکر، نعت کہوں میں کیسے

میں کمزور خطا کا پتلا، وہ ظاہر باطن کا اجلا
وہ مرسل، ہادی، پیغمبر، نعت کہوں میں کیسے

مسکینوں میں مسکیں ہے، سلطانوں میں عرش نشیں ہے
وہ طٰہٰ، حٰمٓ، مدثر، نعت کہوں میں کیسے

بات بڑی میں انساں خاکی، نعت نبیؐ کی حمد خدا کی
ہو جائیں نہ لفظ برابر، نعت کہوں میں کیسے

نعتؐ

خواب کو رفعت ملے، بے بال و پر کو پر ملے
نعتِ پیغمبرؐ سے جب عرفانِ پیغمبرؐ ملے

شاہکارِ خالقِ ارض و سماء ہیں مصطفیٰؐ
غیر ممکن ہے کوئی سرکارؐ کا ہمسر ملے

ہے عبث ساری عبادت عشقِ احمدؐ کے بغیر
جز محمدؐ مصطفیٰؐ راہِ خدا کیونکر ملے

اُس نظر میں فاصلے صدیوں کے بھی حائل نہیں
اپنے درویشوں کو وہ ہر دور میں آ کر ملے

دیکھیے حسنِ سلوکِ رحمۃ اللعالمینؐ
پھول برسائے جہاں سے آپؐ کو پتھر ملے

دم بدم رہتی ہے یوں کیفیتِ یادِ نبیؐ
جیسے ہر لمحہ مجھے جامِ سے کوثر ملے

یوں تو کوئی بھی نبی واصفؔ کسی سے کم نہیں
خوش نصیبی ہے ہمیں اللہ کے دلبر ملے

نعت

حضورؐ ہی کے کرم سے بنی ہے بات میری
حضورؐ پر ہو فدا ساری کائنات میری

انہی کی یاد میں رو رو کے دن گزارا ہے
اُنہی کے ذکر سے روشن ہوئی ہے رات میری

حضورؐ ہی کا تصور میری عبادت ہے
حضورؐ کے ہی وسیلے سے ہے نجات میری

درِ حبیبؐ سے ہستی کو مل گیا عنواں
وگرنہ کون ہوں میں اور کیا ہے ذات میری

نکل رہے ہیں جو یادِ رسولؐ میں آنسو
یہی درود میرا ہے یہی صلوٰۃ میری

مائل بہ کرم، چشمِ عنایات بھی ہو گی
خورشید سے ذروں کی ملاقات بھی ہو گی

مایوس نہیں ہیں شہِ خوباںؑ کے بھکاری
تقسیم کبھی حسن کی خیرات بھی ہو گی

کٹ جائیں گے ایام میری تشنہ لبی کے
میخانہ سلامت رہے برسات بھی ہو گی

آئے گی جہاں گیسوئے واللیل کی خوشبو
سجدہ بھی ادا ہو گا مناجات بھی ہو گی

یہ دور بڑے نام سے منسوب ہوا ہے
اُس نام کی نسبت سے مکافات بھی ہو گی

آقاؑ کبھی بدلیں گے میرے شام و سحر بھی
تبدیل کبھی صورتِ حالات بھی ہو گی

چمکے گی درو بام کی تقدیر بھی واصفؔ
اس گھر پہ کبھی تابشِ لمحات بھی ہو گی

نعتؐ

درِ مصطفیٰؐ پہ سوال ہے درِ مجتبیٰؐ پہ سوال ہے
درِ والضحیٰ پہ سوال ہے کہ جو شمع بزمِ خیال ہے

میری زندگی تیری بندگی' تیری بندگی میری زندگی
تیرا حسن خاتمِ دلبری ' تو رسولنا ہمہ حال ہے

تو ہی کائنات کا راز ہے تیرا عشق عین نماز ہے
مجھے تیری ذات پہ ناز ہے تو ورائے مثل و مثال ہے

ہے خدا کا نور خدا نما تو ہے من رآنی کا مدعا!
تیرے واسطے سے خدا ملا تو خدا کا حسنِ خیال ہے

تو رؤف ہے تو رحیم ہے 'تیرا نور نُورِ قدیم ہے
تو احد کا پردۂ میم ہے تو مصوّری کا کمال ہے

تیرا اسم عین صفات ہے تیری ذات مظہرِ ذات ہے
تیرا عشق اصلِ حیات ہے میری زندگی کا مآل ہے

ہے یہ التجا میرے ملتجا ' مجھے جام دے میرے ساقیا
میں گدا ہوں تیرے جمال کا ' مجھے آرزوئے وصال ہے

میرا سینہ سینۂ طور ہو ' ترے دور کا ہی ظہور ہو
یہ کرم حضورؐ ضرور ہو ' کہ وسیع ترا جمال ہے

بڑی دیر سے تھی یہ آرزو تیرا آستانہ ہو روبرو
میری جستجو ہوئی سرخرو ' یہ تیری نظر کا کمال ہے

تیرے نام سے جو بنا وطن ' ہے اسی پہ وقت بڑا کٹھن
ہو نگاہِ لطف شہِ زمن میری آبرو کا سوال ہے

تیرا بندہ واصفؔ بے ہنر ' تیرے عشق سے ہوا بہرہ ور
تیرا راز سمجھا ہے اس قدر ' تیرا راز پانا محال ہے

نعتؐ

یا شفیع المذنبیںؐ یا رحمۃ اللعالمیںؐ
یا سراج العارفینؐ یا نور نورِ اوّلیں

السلام اے صاحبِ لولاک اے فخرِ جہاں
السلام اے شاہِ دنیا السلام اے شاہِ دیں

السلام اے رازِ الا اللہ درشکلِ بشر
السلام اے "الفقرفخری" سیدِ صحرا نشیں

السلام اے وجہِ تخلیقِ جہانِ رنگ و بو
السلام اے ابتدا و انتہائے مرسلیں

السلام اے نجمۂ ثاقب اے جمالِ کائنات
السلام اے غایت کن کنت کنزاً کے امیں

السلام اے حامدؐ و محمودؐ احمدؐ مصطفیٰؐ
السلام اے ذاکر و مذکور رب العالمیں

ہے لقب اُمّی مگر مخصوص بالشرف الکتاب
السلام اے کہ علیم ہفت افلاک و زمیں

سید و سرور محمدؐ مظہرِ نورِ خدا
السلام اے ماہِ کامل اے امام المتقیں

اے شبِ اسریٰ کے دولہا صد درود و صد سلام
اک نگہ واصفؔ پہ بھی اے لامکانوں کے امیں

جگت گرُو مہاراج ہمارے ، صلّی اللہ علیہ وسلم
اللہ کے محبوب ہیں پیارے ، صلّی اللہ علیہ وسلم

شاہوں کے سلطان محمدؐ ، دو جگ کے پردھان محمدؐ
ہم زندہ ہیں جن کے سہارے ، صلّی اللہ علیہ وسلم

ڈگمگ ڈولے من کی نیّا ، کام نہ آئیں باپو میّا
ایک محمدؐ کھیون ہارے ، صلّی اللہ علیہ وسلم

من مندر میں مُورت ان کی ، نینوں میں ہے صورت ان کی
ہر دم ہیں وہ سنگ ہمارے ، صلّی اللہ علیہ وسلم

ڈھول ملی ان کے چرنن کی ، عید ہوئی واصفؔ برہن کی
سکھ پایا ہے ان کے دوارے ، صلّی اللہ علیہ وسلم

سنگِ درِ حبیبؐ ہے اور سَر غریب کا !
کِس اوج پر ہے آج ستارہ نصیب کا

پھر کِس لیے ہے میرے گناہوں کا احتساب
جب واسطہ دیا ہے تمہارے حبیبؐ کا !

راہِ فراق میں بھی رفیقِ سفر رہا !
زخمِ جگر نے کام کیا ہے طبیب کا

یہ بارگاہِ حُسنِ دوعالم نہ ہو کہیں
ہے پاسباں رقیب یہاں کیوں رقیب کا

واصفؔ علی تلاش کرے اب کہاں تجھے !
دُوری کو جب ہے تجھ سے تعلّق قریب کا

❁

نعتؐ

خاور کہوں کہ بدرِ منّور کہوں تُجھے!
محشر کہوں کہ داورِ محشر کہوں تجھے!

اے مظہرِ جمالِ خدا سیّد البشرؐ
حُسنِ مثال کا میں محور کہوں تجھے

سلطانِ انبیاء ہے تری ذاُتِ باصفا
اوّل کہوں یا اوسط و آخر کہوں تجھے

تجھ پر ہوئی ہے ختم نبوّت کی داستاں
خاتم پیمبروں کا پیمبر کہوں تجھے

تھا سینۂ صدف میں خدا کنزِ مخفیاً
تخلیقِ کائنات کا گوہر کہوں تجھے

بے مثل و بے مثال ہے تو دلربائے حق
رعنائی خیال کا پیکر کہوں تجھے

آئینہ جمالِ ازل ذاتِ مصطفیٰ
تو عین ذات حق ہے یہ کیونکر کہوں تجھے

موجِ خرام ناز ہے تو ساحل مُراد
دریائے معرفت کا شناور کہوں تجھے

قندیل بزمِ علم و عمل آپؐ کا وجود
ہر آگہی کا مرکز و مصدر کہوں تجھے

بندہ نواز تجھ کو کہوں یا کہوں بشر
تقویمِ حسن و عشق کا مظہر کہوں تجھے

دُرِ یتیم و اُمّی لقب صاحب الجمال
میں تاجور کہوں کہ سخنور کہوں تجھے

ہے ذاتِ کبریا بھی ثنا خوانِ مصطفیٰ
منزل کہوں کہ حق کا مسافر کہوں تجھے

ہر ذرے کی زباں سے آتی ہے یہ صدا
کوئی نہیں کہ جس کا برابر کہوں تجھے

واصفؔ کی کیا مجال کہے اِس زبان سے
اللہ کی زبان ہو دلبر کہوں تجھے!

نعتؐ

وہی ہے باعثِ تخلیقِ ہستئ عالم
وہی ہے مظہرِ انوار، نازشِ آدم!

صداقتوں کا پیمبر، حقیقتوں کا امیں
لطافتوں کا مرقّع، کمالِ حُسنِ شیم

خدا سے مانگے وہ بخشش ہر آدمی کے لئے
بشر سے مانگے وہ تسبیحِ خالقِ اعظم

وہ نفرتوں کی خلیجوں کو پاٹنے والا
وہ جس کے خُلق سے دشمن بھی بن گئے ہمدم

وہی ابد کے سفر میں ہے آسرا سب کا
ازل سے جس کی ہے سب پر نوازشِ پیہم

وہ جس کی یاد سے ملتی ہے دولتِ تسکیں
وہ جس کا نام ہے زخموں کے واسطے مرہم

وہ راہبر بھی ہے، منزل بھی ہمسفر بھی وہی
کڑے سفر کی کڑی دھوپ میں وہ ابرِ کرم!

اسی پہ بھیج درود و سلام اے واصِفؔ
اُسی کے فیض سے قائم ہے عاصیوں کا بھرم

السّلام

السّلام اے سبز گنبد کے مکیں
السّلام اے رحمتہ اللعالمیںؐ

السّلام اے راحتِ قلبِ حزیں
السّلام اے رفعتِ عرشِ بریں

السّلام اے حامد و محمودِ حق
السّلام اے نُورِ نُورِ اوّلیں

السّلام اے بے مثیل و بیمثال!
السّلام اے فخرِ افلاک و زمیں!

السّلام اے خواجۂ کون و مکاں
السّلام اے شاہِ دُنیا شاہِ دیں

السّلام اے صادق و سعد و سعید
السّلام اے کہ امام السالکیں

السّلام اے غایت کن السّلام
السّلام اے مظہرِ عین الیقیں

السّلام اے ہاشمی ''اُمّی'' لقب
السّلام اے رُوحِ قرآن بیں

السّلام اے کہ جمالِ کائنات!
السّلام اے زاغ چشمِ سرگیں

السّلام اے رافعِ ذِکرِ اللہ
السّلام اے ذکرِ ربّ العالمیں

السّلام اے عبدہٗ خیر البشر
نوعِ انساں را پیغامِ آخریں

سیّد و سرور محمدؐ مُصطفٰے
کعبۂ کعبہ تیرا روئے حسیں

السّلام اے رہبرِ اُمّت سلام
تیرے سنگِ در پہ واصفؔ کی جبیں

نعتؐ

دیدارِ ذاتِ پاک ہے چہرہ حضورؐ کا
کعبے سے کم نہیں ہے مدینہ حضورؐ کا

آہو کو چشم ، سرو کو قامت ہوئی نصیب
پھولوں کو مل گیا ہے پسینہ حضورؐ کا

دنیا میں سب کے واسطے رحمت ہے آپؐ کی
محشر میں سب کے واسطے سایہ حضورؐ کا

شمس و قمر میں میرے نبیؐ کی ہے روشنی
موسیٰؑ نے دیکھا طور پر جلوہ حضورؐ کا

تارے بچھا کے راہ میں اسریٰ کی رات کو
اللہ نے بھی دیکھا ہے رستہ حضورؐ کا

قوسین سے بھی آگے ہے معراجِ مصطفیٰؐ
رستے میں اِک مقام ہے سدرہ حضورؐ کا

واصفؔ کسے خبر ہے نبیؐ کے مقام کی
جبریل سا فرشتہ ہے بردہ حضورؐ کا

میلادُ النبی ﷺ

مُبارک اہلِ ایماں کو کہ ختمُ المرسلیںؐ آئے
مُبارک صد مُبارک بانیٔ دینِ مبیںؐ آئے
مُبارک ہو کہ دُنیا میں شہِؐ دُنیا و دیں آئے
چراغِ طور آئے، زینتِ عرشِ بریں آئے

کہ حُسنِ ذات، دینے کے لیے ذوقِ یقیں آئے
مُبارک ہر جہاں کو رَحمَةُ لِلّعٰالَمِیں آئے

یہ روزِ کُن سے بھی پہلے زمانے کی کہانی ہے!
دو عالم میں مُحمّدؐ کا نہ تھا ثانی، نہ ثانی ہے!
فنا زیرِ قدم، اُن کی بقا پر حُکمرانی ہے!
مُحمّدؐ کے غلاموں تک کی ہستی جاودانی ہے!

سراپا عِشقِ حق بن کر حسینوں کے حسیں آئے
مُبارک ہر جہاں کو رَحمَةُ لِلّعٰالَمِیں آئے

وہی حٰم و طٰہٰ ہیں مُدّثر ہیں مُزمّل ہیں
وہ کرّمنا بنی آدم کی تفسیرِ مکمّل ہیں!
امامُ الانبیاء ہیں، نور ہیں، انسانِ کامل ہیں
"خُدا خود میرِ مجلس ہے محمّدؐ شمعِ محفل ہیں!"

دِلوں کو نُور دینے کے لیے نُورِ مبیں آئے
مُبارک ہر جہاں کو رَحمَۃٌ لِلعٰالَمِیں آئے

دمِ عیسیٰ، یدِ بیضا، سے آگے ہے مقام اُن کا
کلامُ اللّٰہ کی تفسیر ہے گویا کلام اُن کا
حیاتِ جاوداں دیتا ہے دُنیا کو پیام اُن کا
خُدا ہی جانتا ہے کس قدر پیارا ہے نام اُن کا

گنہگارو نہ گھبراوٴ شَفِیعُ المُذنبیں آئے
مُبارک ہر جہاں کو رَحمَۃٌ لِلعٰالَمِیں آئے

در و دیوار طیبہ کے خوشی سے جگمگاتے ہیں
فضائیں رقص کرتی ہیں پرندے چہچہاتے ہیں
ملائک حُور و غِلماں راہ میں آنکھیں بچھاتے ہیں
کہ سُلطانِ زمانہ دہر میں تشریف لاتے ہیں

جبینِ آسماں جھکتی ہُوئی سُوئے زمیں آئے
مُبارک ہر جہاں کو رَحمَۃُ لِلّعٰالَمِیں آئے

دو عالم کے دلوں کو نُور دیتا ہے جمال اُن کا
یہ جاں اُن کی یہ دِل اُن کا صفت اُن کی کمال اُن کا
یہ دِن اُن کا چراغ اُن کے فراق اُن کا وصال اُن کا
غلامِ کمتریں واصفؔ علی کو ہے خیال اُن کا

مُحمّدؐ کی غلامی میں قُلُوب العَاشِقِیں آئے
مُبارک ہر جہاں کو رَحمَۃُ لِلّعٰالَمِیں آئے

معراج

چار سُو نُور کی برسات ہوئی آج کی رات
احد اور احمدؐ کی ملاقات ہوئی آج کی رات

گفتگو ذات سے بالذات ہوئی آج کی رات
مختصر یہ کہ بڑی بات ہوئی آج کی رات

راکبِ وقت نے کھینچی ہے زمامِ گردش
حیرتِ ارض و سماوات ہوئی آج کی رات

یُوں تو الطاف تھے سرکارؐ پہ روزِ کُن سے
وا مگر چشمِ عنایات ہوئی آج کی رات

رِفعتِ عبد کو جبریلِ امیںؑ نے دیکھا
کیوں نہ ہو، رافعِ درجات ہوئی آج کی رات

پردۂ میم کے اندر ہے مقامِ محمود
کاشفِ سرِّ حجابات ہوئی آج کی رات

قابَ قوسَین سے دو گام ورا جا نِکلا
عقل والوں کو بڑی مات ہوئی آج کی رات

جُملہ ایّام سے تابندہ ہے میلاد کا دن!
جُملہ راتوں سے حسین رات ہوئی آج کی رات

آج کی رات ہے عبادات کا ثمرہ واصفؔ!
حمد و تسبیح و مناجات ہُوئی آج کی رات

❁

معراج کی رات

بامِ اقصےٰ سے چلا رشکِ قمر آج کی رات
فرشِ رہ ہو گئی تاروں کی نظر آج کی رات

مِثلُکُمْ ہی سہی اِنسان، مگر آج کی رات
عرش پر کرنے گیا ہے وہ بسر، آج کی رات

ڈھل گئے نُور میں سب ارض وسماء کون و مکاں
لا مکاں تک ہوئی پروازِ بشر آج کی رات

''قابَ قوسَین'' سے اَدنیٰ ہے مقامِ محمود!
سر نِگوں کر گئی ادراک کا سر، آج کی رات

عشقِ بے تاب کی کیا بات ہے اللہ اللہ!
کُھل گئے گُنبدِ افلاک کے دَر آج کی رات

شبِ اسریٰ پہ ہوں قربان ہزاروں راتیں،
بزمِ ہستی کی ہے تابندہ سحر آج کی رات

بے خبر، رفعتِ آدم سے ہے جبریلؑ امیں!
منزلِ ''سدرہ'' ہوئی گردِ سفر آج کی رات

مرحَبا سیّدِ مکّی مَدنیُ العربیؐ
عرش سے لائے دعاؤں کا اثر آج کی رات
حُسن ہے حدِّ تعیّن سے ورا آج کی رات

چل دیا سوئے خُدا نُورِ خُدا آج کی رات
آج کی رات ہے تکمیلِ عرُوجِ آدم
حُسنِ تخلیق پہ نازاں ہے خُدا آج کی رات
آ گیا جوش میں رحمت کا سمندر اِمشب
گنجِ مخفی ہُوا مائل بہ عطا آج کی رات
نکہت و نور میں ڈھلنے لگے لمعاتِ جمال!
چشمِ فطرت ہوئی حیراں بخُدا آج کی رات
دِل دھڑکتے ہیں ستاروں کے، قمر چشم براہ
حور و غلماں نے کہا ''صلِّ علیٰ'' آج کی رات
خوشبوئے گیسوئے واللّیل سے مہکا عالم!
چشمِ ''مازاغ'' ہوئی جلوہ نما آج کی رات

بزمِ رنداں نہ ہوئی ورنہ یہ کہتا واصفؔ
حُسن خود شوخیٔ رندانہ ہُوا آج کی رات!

دم بخود گردشِ افلاک و زمیں آج کی رات
سر نِگوں چاند ستاروں کی جبیں آج کی رات
جگمگاتا ہی رہے عرشِ بریں آج کی رات
لامکاں میں ہُوا انسان مکیں آج کی رات!
شوقِ دیدار کی کیا بات ہے اللہ اللہ
درمیاں میم کا پردہ بھی نہیں آج کی رات
منزلِ سِدرہ سے آگے ہے مقامِ محمُود
دیکھتے رہ گئے جبریلِ امیں آج کی رات
حُور و غِلمان و ملائک کی زباں پر آیا!
حُسن ہے حدِّ تعیّن سے حسیں آج کی رات
جانے والا اسے سمجھے کہ بُلانے والا
کوئی اس راز کا ہمراز نہیں آج کی رات
رفعتِ صاحبِ لولاکؐ کوئی کیا سمجھے
خاک پر گھِستی رہی عقل جبیں آج کی رات
آج کی رات دعا مانگ رہا ہے واصفؔ
کر عطا ربِّ علیٰ فتحِ مُبیں آج کی رات!

مدینہ

کرتے ہیں کرم جس پہ بھی سرکارؐ مدینہ
ہوتا ہے نصیب اس کو ہی دیدارِ مدینہ

پڑھتا ہے درود آپؐ کی جو ذات پہ ہر دم
مِلتا ہے اسے سایۂ دیوارِ مدینہ!

اس شخص کو دُنیا کا کوئی غم نہیں ہوتا
وہ شخص جو رہتا ہے طلب گارِ مدینہ

جس دل میں بسی رہتی ہو ولیوں کی محبت
رہتے ہیں اُسی دل میں ہی سرکارؐ مدینہ

داتاؒ کی گلی کافی غریبوں کے لئے ہے!
داتاؒ کے بھی روضے پہ ہیں انوارِ مدینہ

۞

اے شہِ اِنس و جاں

اے شہِ انس و جاں جمالِ جمیل
تجھ پہ تخلیقِ حُسن کی تکمیل!

رہبرِ انبیا و ختمِ رُسل
ذاکر و تذکرۂ ربِّ جلیل

دمِ عیسیٰؑ کہ ہو یدِ بیضیٰ
والضُّحیٰ کی نہ مثل ہے نہ مثیل

نُورِ مطلق کا رازدار و امیں
افتخارِ جہاں ہے فخرِ خلیلؑ

سایۂ نورِ مصطفیؐ نا پید
نُور لایا ہے نُور ہی کی دلیل

بانئ دینِ حق نبئ کریمؐ
دینِ فطرت سلامتی کا کفیل

ہے حلیمہؓ کی بکریوں والا
بزمِ ہستی میں نُور کی قندیل

گودڑی پوش رازِ الا اللہ
تجھ پہ شیدا خُدا تُو ایسا شکیل

آپ کی بات آیتِ قرآں
آپ ہی کے لئے قولِ ثقیل

آپ ہی کی زباں ہے حق گویا
آپ پر ہے کلام کی تنزیل

نالۂ نیم شب کا سرچشمہ
یا نبیؐ جاگئے گا اِلّا قلیل

تُو شفیق اور رحمتِ عالم!
مُحسنِ اِنس و جاں حسین و جمیل

عقل و دانش غلام ہیں تیرے
فہم و اِدراک سے وراء ہے عقیل

مدعا ، منتہٰی ، مرادِ حیات
جادۂ شوق میں امام سبیل!

آستانِ نبیؐ ہے فخرِ زمیں
آسماں سرنگوں پئے تقبیل

چشم مازاغ ، رُخ کلام اللہ
اور واللّیل ہی ہے زلفِ طویل

ہے صنم گر بھی محوِ رنگِ صنم
یاصنم یا صمد ہے بالتمثیل

مظہرِ کبریا ہے ذاتِ نبیؐ
بزمِ اِمکان ہے اخیر و قبیل

خواجۂ دو جہاں کی کیا ہو ثناء!
خود ثناء خواں ہوا ہے ربِّ جلیل

کیا بیان ہو سکے گی شانِ نبیؐ
بعد حق کے تُو ئی شکیل و جزیل

اِک نگاہِ کرم نبیؑ کریمؐ
مجھ پہ کیجے بحقِ اسمٰعیلؑ

آپ کے در پر سر رہے ہر دم
معصیّت معرفت میں ہو تبدیل

یا محمّدؐ سدا ہو وِردِ زبان
پائے ساقی پہ ہو میری تکمیل

رازِ شاہِ اُمم ہیں شاہِ نجفؑ
قِصّہ کوتاہ ہے بات باتفصیل

جب توجہ میں آگیا واصِفؔ
تو جنوں سے خرد کی ہے تشکیل

صَلِّ علیٰ محمدؐ

جنہیں تیرا نقشِ قدم مِلا ، وہ غمِ جہاں سے نکل گئے
یہ میرے حضورؐ کا فیض ہے کہ بھٹک کے ہم جو سنبھل گئے
پڑھو صلِّ علیٰ نبینا صلِّ علیٰ محمدؐ
پڑھو صلِّ علیٰ شفیعنا صلِّ علیٰ محمدؐ

ہو تیرے کرم کا جواب کیا ، تیریؐ رحمتوں کا حساب کیا
تیرےؐ نامِ نامی سے غم کدوں میں چراغ خوشیوں کے جل گئے
پڑھو صلِّ علیٰ نبینا صلِّ علیٰ محمدؐ
پڑھو صلِّ علیٰ شفیعنا صلِّ علیٰ محمدؐ

توؐ ہی کائنات کا راز ہے ، تیرا عِشق میری نماز ہے
تیرے دَر کے سجدے میرے نبیؐ میری زندگی کو بدل گئے
پڑھو صلِّ علیٰ نبینا صلِّ علیٰ محمدؐ
پڑھو صلِّ علیٰ شفیعنا صلِّ علیٰ محمدؐ

تُوؐ مصوّری کا کمال ہے تُوؐ خدا کا حُسنِ خیال ہے
جنہیں تیراؐ جلوہ عطا ہوا ' وہ تیرےؐ جمال میں ڈھل گئے
پڑھو صلِّ علیٰ نبینا صلِّ علیٰ محمدؐ
پڑھو صلِّ علیٰ شفیعنا صلِّ علیٰ محمدؐ
تھے ہزار صدیوں کے فاصلے جو رسولِؐ پاک نے طے کئے
وہ تو ایک رات کی بات تھی کہ زمانے جس سے بدل گئے
پڑھو صلِّ علیٰ نبینا صلِّ علیٰ محمدؐ
پڑھو صلِّ علیٰ شفیعنا صلِّ علیٰ محمدؐ
یہ حلیمہؓ تجھ کو خبر نہ تھی کہ وہی زمانے کے تھے نبیؐ
وہ خدا کے کتنے قریب تھے ' تیری گود میں جو بہل گئے
پڑھو صلِّ علیٰ نبینا صلِّ علیٰ محمدؐ
پڑھو صلِّ علیٰ شفیعنا صلِّ علیٰ محمدؐ
تیرا بندہ واصِفؔ بے خبر ' تیرا راز سمجھا ہے اس قدر
تجھے جب پکارا بہ چشمِ تر ' کئی مرحلے تھے جو ٹل گئے
پڑھو صلِّ علیٰ نبینا صلِّ علیٰ محمدؐ
پڑھو صلِّ علیٰ شفیعنا صلِّ علیٰ محمدؐ

صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ

تصویرِ حسنِ بے نشاں صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ
لاریب شاہِ خسرواں صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ

اے چہرہ زیبائے تو شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ
اِرحم لنا اے جانِ جاں صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ

مازاغ چشمِ سرگیں، واللّیل زلفِ عنبریں
یٰسین دندانِ دہاں صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ

محمود سے حامد ہوا، احمد محمدؐ مصطفیٰ
حــــمٓ کا ہے رازداں صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ

اے قبلہ گاہِ عاشقیں اے رحمتہ اللّعالمیںؐ
اے وجہِ تخلیقِ جہاں صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ

دربان ہے روحِ امیں، مسند تیری عرشِ بریں
گویا مکینِ لامکاں، صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ

اے مظہرِ نورِ خدا، صدر العُلیٰ، کہف الوریٰ
اے خواجۂ کون و مکاں صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ

تُو صاحبِ لولاک ہے تُو فخرِ ہفت افلاک ہے
قرآن ہے قرآن خواں صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ

اے شافعِ روزِ جزا، اے رافعِ ذِکرِ خُدا
محبوبِ ربِّ دو جہاں صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ

اے خاتمِ پیغمبری اے کہ ادائے دلبری
اے کہ ادائے دلبراں صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ

قوسین ابروئے جبیں، کونین بھی زیرِ نگیں
اسریٰ کی شب گزری کہاں صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ

تیری زباں پر لا الٰہ مولا کہے صلِّ علیٰ
گاہے یہاں گاہے وہاں صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ

اے سیّدِ عرب و عجم اے محترم نظرِ کرم
تیرے سوا جائیں کہاں صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ

درِ یتیم و تاجور، اے صاحبِ شق القمر
''اُمیّ'' مگر فخرِ بیاں صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ

گویا سکوتِ دو جہاں تیرا گدا محوِ فغاں
واصِف ہوا ہے نیم جاں صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ

نعتؐ

انوار برستے رہتے ہیں اُس پاک نگر کی راہوں میں
اِک کیف کا عالم ہوتا ہے طیبہ کی مَست ہواؤں میں

اِس نامِ محمدؐ کے صدقے بگڑی ہوئی قِسمت بنتی ہے
اِس کو بھی پناہ مِل جاتی ہے جو ڈوب گیا ہو گناہوں میں

گیسوئے محمدؐ کی خُوشبُو اللہ اللہ کیا خُوشبُو ہے!
احساس مُعطّر ہوتا ہے واللّیل کی مہکی چھاؤں میں!

وہ بانئ دینِ مبین بھی ہے حٰمٓ بھی ہے یٰسٓ بھی ہے
مسکینوں میں مسکین بھی ہے سلطانِ زمانہ شاہوں میں

سب جلوے ہیں اِس صورت کے، وہ صورت ہی وجہُ اللہ ہے
اللہ نظر آ جاتا ہے وہ صُورت جب ہو نگاہوں میں!

اللہ کی رحمت کے جلوے اِس وقت میّسر ہوتے ہیں
سجدے میں ہوں جب آنکھیں پُرنم اور نامِ محمّدؐ آہوں میں

اُس ناطِقِ قرآن کی مدحت انسان کے بس کی بات نہیں
ممدوحِ خُدا ہیں وہ واصفؔ صد شکر کہ ہم ہیں گداؤں میں

پنجابی کلام

د درود سلام کروڑاں جس دی شان ہے عالی
ساوا روضہ نظریں آیا جیوے باغ دا مالی
باغ اُمت دا ساوا ہویا دتی یار وکھالی
واصفؔ یار مرن توں پہلے مرناں گل نرالی

اُچی تھاں تے نیوں لگایا دل میرا پیا ڈردا
او سلطان زمانے بھردا میں بردے دا بردا
کول بلاواں تے ہتھ نہ پلے، مونہہ ویکھاں میں گھردا
واصفؔ یار تسلیاں دیوے ملن دی گل نہ کردا

نعتؐ

توں سلطان زمانے بھر دا میں بردے دا بردا
فکر عذاباں دے وچ بھلیا رستہ تیرے گھر دا

تیری نعت نوں غزل بناندا دل سی ڈاہڈا کردا
دسن والی گل نئیں کوئی کاسہ نئیں پیا بھردا

ساڈی دھرتی نظر کرم دی ہے محتاج قدیمی
ساڈی فریاداں نوں مولا بخشو فیض اثر دا

جتھے نعت نبیؐ دی ہووے' او تھے اوس دا جلوہ
چھوٹی وڈی نعت نہ ہندی' پیش کرو جو سردا

کنے لکھ کروڑ سوالی در تیرے تے آون
واصفؔ دی وسنیک کہاوے تیرے نور نگر دا

❁

مَیں مَنیا نال یقین دے، مَیں ویکھیا اکھاں نال

اوہدے ہتھ کھنڈی یٰسین دی، اوہدے گھنگروالے بال

اوہدے چارے پاسے نُور ہے، اوہدا ہر جا عین ظہور ہے

اَساں پیراں تے سر سٹیا، اَساں چھڈے سب جنجال

اوہدی گھر گھر نوبت وجدی، اے ازلی گل نہ اج دی

او میم دی بکل مار کے گل کردا ساڈے نال

اوہنوں ملنا سوکھی گل اے، او آپے ساڈے وَل اے

تسی بیٹھو اوہنوں سوردے، او جاوے ڈیوا بال

توں واصفؔ گل نہ سَن دا، کیوں اپنے دردنوں ونڈ دا

جا موجاں مان پیاریا، تیری گدڑی آیا لال

❋

خطبات

خُلقِ عظیم

حکمائے عالم نے سب سے بڑے اخلاق کے بارے میں دنیا کو جو معیارِ اخلاقیات دیا، وہ سب انسانوں کا تصور ہے اور انسانی تصور میں نقص کا ہونا بعید از قیاس نہیں ہوسکتا۔ اس کے برعکس جو معیار اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا، وہ ہر خامی سے آزاد ہے۔ خالق ہی بہتر جانتا ہے کہ مخلوق کے لیے کون سا معیارِ اخلاق بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی ذات میں یہ فیصلہ فرمادیا کہ

لقد کا ن لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔

اس کے بعد اخلاق کا بہترین نمونہ حضور ﷺ کی ذاتِ گرامی ہے۔ تکمیلِ انسانیت کا نقطۂ عروج حضور ﷺ کی ذاتِ اقدس ہے۔ تکمیلِ ذات میں تکمیلِ اخلاق کا دعویٰ اپنی تکمیل کے ساتھ موجود ہے۔ ذات کامل ہو تو صفت مکمل ہو جاتی ہے۔ ذات اور صفات کا رشتہ عجب ہے۔ کبھی صفت ذات کی پہچان ہے اور کبھی ذات صفت کی۔ مثلاً اگر صفت صداقت ہے تو ذات صادق ہی کہلائے گی۔ لیکن اگر ذات حضور اکرم ﷺ کی ہو تو آپ ایسے صادق ہیں کہ آپ جو بھی فرمائیں، وہی صداقت ہے۔

آپؐ کی ذاتِ گرامی اتنی مکمل ہے کہ آپؐ کے دم سے ہی صفات کی تکمیل ہوئی' صفات کو مرتبہ ملا' صفات کو تقدس ملا' پہچان ملی' عروج ملا۔ ایک عام آدمی سچ بولے تو ہم اس سچ کی تحقیق کر سکتے ہیں' عقل کے ذریعے سے' مشاہدہ کے ذریعے سے۔ لیکن ایک پیغمبر اور خاص طور پر حضور اکرم ﷺ کی صداقت ہماری تحقیق سے بلند و ماورا ہے۔

حضورِ اکرم ﷺ نے زندگی کے معاملات میں جو کچھ بھی ارشاد فرمایا' وہ صداقت ہے کہ ان کا مشاہدہ موجود تھا۔ لیکن کمال صفت تو یہ ہے کہ آپؐ نے اللہ کریم کے بارے میں اور مابعد کے بارے میں جو کچھ ارشاد فرمایا' وہ ہماری تحقیق میں نہ آ سکنے کے باوجود صداقت ہے' بلکہ صداقتِ مطلق ہے۔ اور کمال صفت کا یہ اعجاز ہے کہ ہم آپؐ کی ہر بات کو تحقیق کے بغیر تسلیم کرنے کو اپنا ایمان بلکہ سرمایۂ ایمان سمجھتے ہیں۔

آپؐ سے پہلے پیغمبروں میں رسالت کا رنگ مخصوص اور جزوی تھا۔ آپؐ کی شخصیت میں رسالت اپنے انتہائی رنگ سے ایسی مکمل ہوئی کہ اس کے بعد کسی رسول کی ضرورت ہی نہیں۔ یعنی آپؐ نے اخلاق کو اس درجہ مکمل فرمایا کہ اس کے بعد کسی اور تفصیل کی ضرورت ہی نہیں۔ آپؐ نے انفرادی اور اجتماعی اخلاق میں وہ انقلاب پیدا فرمایا کہ دیکھنے والے حیران رہ گئے۔

حضورِ اکرم ﷺ کی تعلیم کا نتیجہ تاریخ نے دیکھا کہ آقا پیدل چل رہا ہے اور غلام سوار ہے۔ آپؐ کے دم سے گویا اخلاق اور صفات کو سند عطا ہوئی۔ آپؐ کے

اخلاق کی یہ تاثیر ہے کہ آپؐ جب ارشاد فرماتے تو سامعین سر جھکا کر خاموش ہو کر یوں سنتے جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں۔ آپؐ کا حسنِ اخلاق یہ ہے کہ آپؐ نے جس کو دفعتاً دیکھا، وہ مرعوب ہو گیا، جو آپؐ سے آشنا ہوا، وہ محبت اور ادب کرنے لگ گیا۔ آپؐ نے اخلاق کو تکمیل کا وہ درجہ عطا فرمایا کہ ایک طرف تو اللہ اور اللہ کے فرشتے آپؐ پر درود بھیجتے ہیں اور دوسری طرف آپؐ کے جانثار آپؐ کی خدمت میں آج تک درود و سلام اور نعت کا ہدیہ پیش کرتے آرہے ہیں۔ اپنے تو اپنے، بیگانے بھی آپؐ کو عقیدت کے نذرانے پیش کرتے ہیں۔ آج بھی چودہ سو سال کی دوری کے باوجود آپؐ دلوں کے قریب ہیں۔

آپؐ کی ذاتِ اقدس میں جہاں اللہ کریم نے انسانیت کی تکمیل فرمائی، نبوت کی تکمیل فرمائی، وہاں اخلاقِ جلیلہ کی تکمیل بھی فرمادی۔ آپؐ کا کردار، کردار کی انتہا ہے۔ آپؐ کا ارشاد، ارشاد کی انتہا ہے اور آپؐ پر نازل ہونے والی کتاب آسمانی کتب کا حرفِ آخر۔ آپؐ کے اخلاقِ عالی کا یہ مقام ہے کہ اسے صداقتِ نبوت کے لیے دلیل کے طور پر پیش کیا گیا۔ سورۂ یونس میں ارشاد ہے کہ ''میں نبوت سے پہلے تم لوگوں میں ایک عمر بسر کر چکا ہوں، کیا تم سمجھتے نہیں''۔ گویا اعلانِ نبوت سے پہلے آپؐ کی چالیس برس کی تمام عمر بھی مرقعٔ اخلاق ہے۔

نبوت اخلاق کا نتیجہ نہیں، اخلاق نبوت کی عطا ہے۔ اور نبوت اور پھر آپؐ کی نبوت، کمالِ عطائے الٰہی ہے۔ جب اللہ کریم اپنے حبیبؐ کو اخلاق کا

معیار بنا کر پیش کرے تو وہ اخلاق کتنا مکمل ہوگا' اس کا اندازہ مشکل نہیں۔ دراصل اخلاق ایک ایسی راہِ عمل ہے، جس پر چلنے والے انسان کا کردار مخلوقِ خدا کے لیے بے ضرر اور منفعت بخش ہوتا ہے۔ انسانی سوچ اخلاق کا جو معیار دیتی ہے' وہ قابلِ تاثیر ہوسکتا ہے لیکن جب پیغمبر اخلاق کا معیار دے تو وہ معیار خدا کی طرف سے ہوتا ہے اور خالق بہتر جانتا ہے کہ مخلوق کے لیے کون سا کردار بہتر ہے۔

حضورِ اکرم ﷺ کے اخلاق کے بیان کے بارے میں جہاں تاریخ گواہ ہے' وہاں قرآن بھی شاہد ہے کہ "اے پیغمبرؐ! تم اعلیٰ اخلاق پر پیدا ہوئے"۔ حضور ﷺ کا اپنا ارشاد تکمیلِ اخلاق کے ضمن میں ایک مینارۂ نور کی طرح درخشاں ہے۔ ارشاد ہے "میں حسنِ اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہوں"۔ اور یہ کہ "میں تو اسی لیے بھیجا گیا ہوں کہ مکارمِ اخلاق کا معاملہ تکمیل تک پہنچاؤں"۔ شاید ہی کوئی ایسی اخلاقی صفت ہے جس کے اپنانے کی آپؐ نے تلقین نہ فرمائی ہو' جس پر آپؐ نے خود عمل کر کے نہ دکھایا ہو۔ آپؐ نے زندگی کو اخلاق کی تفصیل اور تکمیل بنا دیا۔

آپؐ محافظِ اخلاق ہیں' مفسرِ اخلاق ہیں' مظہرِ اخلاق ہیں' منبعِ اخلاق ہیں' مجسم اخلاق ہیں' بلکہ مکملِ اخلاق ہیں۔ آپؐ کی اخلاقی رفعتوں کا بیان دراصل آپؐ کی پوری سیرت کا بیان ہے۔ اخلاق کی جزئیات میں آپؐ کے ہاں استقامتِ عمل ہے' حسنِ سلوک ہے' حسنِ معاملہ ہے' عدل وانصاف ہے' جود وسخا ہے' ایثار ہے' مہمان نوازی ہے' سادگی اور بے تکلفی ہے' شرم وحیا ہے'

عزم و استقلال ہے، شجاعت ہے، صداقت ہے، امانت ہے، ایفائے عہد ہے، زہد وتقویٰ اور قناعت ہے، عفو ورحم ہے، کفار اور مشرکین سے حسن سلوک ہے، غریبوں کے ساتھ محبت ہے، حیوانات اور پرندوں پر رحم ہے، رحمت و محبت عام ہے، رقیق القلبی ہے، عبادت وتعزیت ہے، اولاد سے محبت ہے، غرضیکہ حسنت جمیع خصا لہ

آپؐ کے بارے میں کیا لب کشائی کی جا سکتی ہے۔ آپؐ کے اخلاق اور اوصاف کا ذکر احادیث اور سیرت کی کتابوں میں بڑی تفصیل سے کیا گیا ہے۔ آپؐ کی زندگی کا ایک ایک واقعہ اخلاق و اوصاف کی تفسیر نظر آتا ہے۔ آپؐ کے اخلاق میں سب سے نمایاں بات یہ ہے کہ آپؐ نے جس اخلاق کا پرچار کیا، اس پر مکمل طور پر عمل کر کے بھی دکھایا۔ آپؐ کی ذاتِ اقدس تمام انبیائے کرام اور مصلحین عالم میں واضح طور پر اس لیے ممتاز ہے کہ آپؐ کا عمل آپؐ کے علم کا شاہد ہے۔ حدیثِ نبویؐ اور سنتِ نبویؐ میں تطابق ہے۔

آپؐ کا کمالِ اخلاق یہ ہے کہ وہ دور جس میں صداقت، دیانت اور امانت کے چراغ گُل ہو چکے تھے، آپؐ نے اپنے پاکیزہ کردار سے اس دور میں ''الصادق'' اور ''الامین'' کے القاب حاصل کیے اور وہ بھی مخالفین سے۔ آپؐ کے قریب رہنے والے سبھی لوگ یک زبان یہ کہتے ہیں کہ آپؐ نہایت نرم مزاج، خوش اخلاق اور نیک سیرت تھے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپؐ نے کبھی برائی کے بدلے میں برائی سے کام نہیں لیا۔ آپؐ ہمیشہ درگزر فرماتے، معاف فرما دیتے۔ آپؐ نے کبھی کسی کا دل نہیں دُکھایا۔ آپؐ نے کبھی کسی کو بات

کرنے کے دوران ٹوکا نہیں۔ آپؐ خندہ جبیں، نرم گفتار اور مہربان تھے۔

آپؐ پر جب پہلی بار وحی نازل ہوئی تو آپؐ نزولِ وحی کی شدت سے گھبرائے اور آپؐ پر لرزہ طاری ہو گیا۔ آپؐ نے گھبرا کر رفیقۂ حیات سے اپنی کیفیت کا ذکر فرمایا کہ مجھے اپنی جان کا خوف ہے۔ حضرت خدیجہؓ نے آپ کو تسلی دی اور آپؐ کے اخلاق کے بارے میں یہ کہا ''ہرگز نہیں، خدا کی قسم! خدا آپ کو کبھی اندوہ گیں نہ کرے گا، آپؐ عزیزوں اور رشتے داروں سے حسنِ سلوک کرتے ہیں، ناتواں، بے کسوں اور غریبوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، جس کے پاس کچھ نہیں ہوتا، اسے دیتے ہیں، مہمانوں کی تواضع کرتے ہیں، مصائب میں حق کے معاون اور مددگار ہیں اور آپؐ میں وہ تمام صفات ہیں کہ آپؐ صادق القول ہیں''۔

آپؐ کے قبلِ نبوت کے اخلاق کا گواہ حضرت خدیجہؓ سے بہتر کون ہو سکتا ہے۔ آپؐ داعیِ حق ہونے کی حیثیت سے اپنی تعلیم کا افضل و اعلیٰ نمونہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں انسانی زندگی کے لیے جس انسانی اخلاق کی تعلیم فرمائی، اس کا عملی مظہر سرکارؐ کی ذاتِ گرامی ہے۔ حضورِ اکرم ﷺ کو اس بات کی پوری آگہی تھی کہ آپؐ کو دنیا کے لیے معلمِ اخلاق بنا کر بھیجا گیا ہے۔ آپؐ کے اعمال اور آپؐ کے اقوال اس بات کا مکمل ثبوت ہیں۔ اخلاق کی تکمیل آپؐ کے دم سے ہوئی۔

آپؐ کے چند ارشادات ملاحظہ ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کہ کامل ایمان اس

مومن کا ہے' جس کا اخلاق اچھا ہے۔ اعمال کے ترازو میں حسن خُلق سے بھاری کوئی نیکی نہیں۔ انسان حسنِ اخلاق سے عبادت کا درجہ حاصل کر سکتا ہے۔ تم میں سب سے اچھا وہ ہے' جس کے اخلاق اچھے ہیں۔ حضورِ اقدس ﷺ سے ایک مرتبہ سوال کیا گیا کہ ''کون سی نیکی بہتر ہے؟'' آپؐ نے فرمایا کہ ''کھانا کھلانا اور سب کو سلام کہنا یعنی سب کو سلامتی کی دعا کا پیغام پہچانا''۔

حضرت ابوذر غفاریؓ نے ایک مرتبہ اپنے کسی غلام کو برا بھلا کہا۔ حضورِ اکرم ﷺ نے سن لیا۔ فرمایا ''ابوذرؓ ابھی تم میں جہالت باقی ہے' غلام تمہارے بھائی ہیں' اللہ نے انہیں تمہارے ماتحت کیا ہے' جس کا بھائی ماتحت ہو' اسے چاہیے کہ بھائی کو ویسا کھانا کھلائے جیسا آپ کھائے' ویسا ہی پہنائے جیسا آپ پہنے' بھائی سے ایسا کام نہ لے جو اس سے نہ ہو سکے' کوئی سخت کام ہو تو اس کی مدد کرے''۔

حضور ﷺ کے اخلاقِ عالی میں حُسنِ سلوک کو بڑی اہمیت ہے۔ آپؐ نے ایک مرتبہ فرمایا ''قسم ہے وہ ایمان نہیں لایا' خدا کی قسم وہ ایمان نہیں لایا' خدا کی قسم وہ ایمان نہیں لایا''۔ صحابہؓ نے عرض کیا ''یارسول اللہؐ! کون؟'' آپؐ نے فرمایا ''جس کا پڑوسی اس کے شر سے محفوظ نہیں''۔

آپؐ کی زندگی کے واقعات اور آپؐ کے ارشادات میں ایسے ہزار ہا پہلو سامنے آتے ہیں' جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپؐ حسنِ اخلاق کی تکمیل کے لیے تشریف لائے۔ کون سی خوبی ایسی خوبی ہے جو آپؐ کی ذات میں موجود

کے لیے بھیجا گیا ہوں''۔ روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا' آپؐ کے رعب و جمال سے کانپنے لگا' آپؐ نے فرمایا ''اپنے آپ کو سنبھال' میں کوئی بادشاہ نہیں' میں تو قریشی ماں کا بیٹا ہوں' جو سوکھا گوشت

نہ ہو۔ آپؐ نرم مزاج تھے، خوش گفتار تھے، متین تھے، حلیم الطبع تھے۔ کسی کی دل آزاری نہ فرماتے۔ آپؐ کی مجلس میں نئے آنے والوں کو جگہ نہ ملتی تو آپؐ اپنی ردائے مبارک بچھا دیتے۔ بچوں پر تو آپؐ اس حد تک شفیق تھے کہ مشرکوں کے بچوں پر بھی رحم کرنے کا آپؐ نے حکم فرمایا۔ غلاموں پر آپؐ کی شفقت کا یہ عالم تو اس بات سے واضح ہو جاتا ہے کہ آج بھی آپؐ کی غلامی ہی سرفرازی کا ذریعہ ہے۔ آپ ﷺ نے ہمیشہ غریبوں اور بے کسوں سے عملی ہمدردی کا اظہار فرمایا۔ آپؐ نے دنیا میں مساوات کا اعلیٰ ترین نمونہ قائم کیا۔ فتح مکہ کے بعد آپؐ کا ارشاد ہے ''اے گروہ قریش! اللہ نے جہالت کا غرور اور نسب کا افتخار مٹا دیا۔ تمام لوگ آدمؑ کی اولاد ہیں اور آدمؑ مٹی سے بنے''۔ اور خُلق کا یہ عالم ہے کہ آپؐ کے پاس خُلقِ عظیم ہے۔ آپؐ کا ارشاد ہے کہ ''ہر دین کا خُلق ہوتا ہے اور اسلام کا خُلق حیا ہے''۔

آپؐ کے پاس جو صفت بھی موجود ہے، دائم ہے۔ آپؐ دائم الرضا ہیں، دائم الزہد ہیں، دائم الشوق ہیں، دائم الصبر ہیں، دائم الصدق ہیں اور دائم الامر ہیں، دائم الفکر ہیں۔ غرضیکہ آپؐ ہمہ صفت موصوف ہیں۔ حسن آپؐ کی صفت ہے اور صفت آپؐ کا حسن۔ آپؐ ہمیشہ ہشاش بشاش رہے اور اللہ تعالیٰ کے خوف اور اللہ کی محبت نے آپؐ کو دنیا کے خوف اور محبت سے آزاد کر دیا۔ حضرت سعد بن ہشامؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے پوچھا کہ ''اے ایمان والوں کی ماں! حضورِ اکرم ﷺ کے اخلاق کے بارے میں

کچھ بتائیں''، تو آپؐ نے فرمایا کہ ''تم نے قرآن نہیں پڑھا''۔ انہوں نے کہا ''قرآن تو پڑھا ہے''، حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ ''حضور اکرم ﷺ کا خلق قرآن تھا''۔ یعنی آپ قرآنِ مجسم تھے۔ آپؐ کا اخلاق ہی منشائے قرآن کے عین مطابق ہے۔ قرآن کو پڑھیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ قرآن جس اخلاق کی تعلیم دے رہا ہے، وہ حضور ﷺ ہی کا اخلاق ہے اور حضور ﷺ کی زندگی اور آپؐ کے اخلاق کو دیکھیں تو یوں نظر آتا ہے کہ آپؐ کا اخلاق قرآن ہی کا اخلاق ہے۔ اللہ کا پسندیدہ اخلاق آپؐ کی ذات میں اور آپؐ کا اخلاق اللہ تعالیٰ کے ارشاد میں موجود ہے۔ اس لیے آپؐ کے اخلاق کی پیروی ہی رضائے الٰہی کا ذریعہ ہے۔

اخلاقیات کے تمام مکاتیبِ فکر اس بات پر متفق ہیں کہ رحم اخلاق کی اعلیٰ صفت ہے اور حضور ﷺ کی ذاتِ مبارکہ میں رحم اور رحمت کا یہ عالم ہے کہ آپؐ کے بارے میں ارشاد ہے وما ارسلنک الا رحمة اللعالمین۔ کہ آپؐ تمام مخلوق کے لیے رحمتِ مجسّم بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ اپنا، بیگانہ، مومن، کافر، چرند پرند، ذی جان، بے جان، مرئی یا غیر مرئی، کوئی مخلوق ہو آپؐ کی رحمت کا سایہ سب کے لیے ہے اور ہمیشہ کے لیے ہے۔ آپؐ کو جب بھی کسی نے کفار پر لعنت بھیجنے کے لیے کہا، آپؐ نے ہمیشہ یہی فرمایا کہ ''میں لعنت کے لیے نہیں، رحمت کے لیے بھیجا گیا ہوں''۔ روایت ہے کہ حضورِ اقدس ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا، آپؐ کے رعب و جمال سے کانپنے لگا، آپؐ نے فرمایا ''اپنے آپ کو سنبھالو، میں کوئی بادشاہ نہیں، میں تو قریشی ماں کا بیٹا ہوں، جو سوکھا گوشت

کھایا کرتی تھی''۔

آپؐ لغزشوں کو معاف فرمانے والے تھے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ''میں نے حضورِ اقدس ﷺ کی خدمت کی ہے' میں نے کبھی آپؐ کو یہ کہتے نہیں سنا کہ تم نے ایسا کیوں کیا اور ایسا کیوں نہ کیا۔ غلاموں کے ساتھ شفقت کا یہ عالم ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا ''یا رسول اللہؐ! غلاموں کا قصور کتنی دفعہ معاف کریں''۔ آپؐ خاموش رہے۔ اس نے جب تیسری مرتبہ یہی گزارش کی تو آپؐ نے فرمایا ''ہر روز ستر مرتبہ''۔ حضورِ اقدس ﷺ اکثر دعا فرمایا کرتے تھے کہ ''اے اللہ! مجھے مسکین زندہ رکھ' مسکین اٹھا' مسکینوں ہی کے ساتھ میرا حشر ہو''۔ حضرت عائشہؓ نے دریافت کیا ''یہ کیوں؟'' آپؐ نے فرمایا ''اس لیے کہ مسکین دولت مندوں سے پہلے جنت میں جائیں گے''۔

آپؐ کی روزمرہ کی زندگی انتہائی سادہ تھی۔ آپؐ میں تکلف اور تصنع کا سایہ تک نہیں تھا۔ نماز' خوراک' رہائش میں ہمیشہ سادگی سے کام لیتے۔ امارت اور فضولیات آپؐ کو ناپسند تھیں۔ واقعہ ہے کہ ایک صحابیؓ نے نیا مکان بنوایا' جس کا گنبد بلند تھا۔ آپؐ نے دیکھا تو پوچھا ''یہ مکان کس کا ہے؟'' لوگوں نے نام بتایا۔ آپؐ چپ رہے۔ اور وہ شخص جب حسبِ معمول آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کیا تو آپؐ نے منہ پھیر لیا۔ اس نے پھر سلام کیا' آپؐ نے منہ پھر پھیر لیا۔ وہ سمجھ گیا کہ ناراضگی کی کیا وجہ ہے۔ جا کر گنبد کو زمین کے برابر کر دیا۔ آپؐ نے جب دوبارہ مکان دیکھا تو ارشاد فرمایا ''ضروری عمارت کے سوا ہر

عمارت انسان کے لیے وبال ہے''۔

ایک دفعہ آپؐ ایک چٹائی پر آرام فرما رہے تھے۔ اٹھے تو لوگوں نے دیکھا کہ پہلوئے مبارک پر نشان پڑ گئے ہیں۔ عرض کیا ''یارسول اللہؐ! ہم لوگ کوئی گدّا منگوا کر حاضر کریں''۔ آپؐ نے فرمایا ''مجھ کو دنیا سے کیا غرض، مجھے دنیا سے اتنا ہی تعلق ہے جتنا اس سوار کو جو تھوڑی دیر کے لیے کسی درخت کے سائے میں بیٹھ جاتا ہے اور پھر اس کو چھوڑ کر آگے بڑھ جاتا ہے''۔ آپؐ نے سادہ زندگی کو ہی بلند خیالی کے لیے لازمی قرار دیا۔

دنیا کے تمام مفکرینِ اخلاق نے آج تک جتنے بھی اخلاق کے اصول بنائے ہیں، آپؐ کی زندگی ان اصولوں کی مظہر ہے۔ آج کے زر پرست اور ہوس پرست معاشرے میں شاید یہ بات سمجھنا مشکل ہو کہ وہ انسان جو پیغمبروں کا امام ہو، اللہ کا محبوب ہو، قبیلے کا سردار ہو، جس کا نام لوگوں کے ایمان کا حصہ ہو، جس کا علم دلوں پر جاری ہو، جس کے اشاروں پر لوگ اپنی جان نثار کرنے کو سعادت سمجھتے ہوں، اس انسان کے جسمِ مقدس پر کوئی پیوند دار لباس ہو اور پیوند بھی اپنے دستِ مبارک سے لگائے ہوں۔ جس کو دولتِ معراج عطا ہو رہی ہے، عروج کی انتہا ہو رہی ہے، اس کی زندگی اتنی سادہ ہو کہ اگر حضرت عمرؓ دیکھیں تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائیں کہ قیصر و کسریٰ تو باغ و بہار کے مزے لوٹیں اور آپؐ اللہ کے پیغمبر ہوتے ہوئے اس حال میں زندگی بسر کریں اور پھر حضور ﷺ سادگی اور یقین سے یہ ارشاد فرمائیں کہ ''اے عمرؓ! تم کو یہ پسند نہیں کہ ان کے لیے دنیا ہو اور

ہمارے لیے آخرت''۔

حضورِ اقدس ﷺ نے اخلاقِ انسانی کو تکمیل کے اس درجے تک پہنچا دیا کہ یہ اخلاقِ آسمانی ہو کر رہ گیا۔ اللہ نے انسانوں کے لیے جو بھی اخلاق پسند فرمایا' وہ دراصل اخلاقِ محمدی ﷺ ہے۔ حضور ﷺ نے جس اخلاق کو پیش کیا وہ دراصل اللہ کا پسندیدہ اخلاق ہے۔ کوئی خوبی ایسی نہیں جو حضور پُرنور ﷺ میں نہ ہو۔ آپؐ ایفائے عہد میں اتنے بلند تھے کہ آپؐ تین دن تک ایک جگہ کھڑے رہے' ایک انصاری نے آپؐ سے ٹھہرنے کا وعدہ لیا اور وہ بھول گیا۔ تین دن کے بعد جب وہ وہاں سے گزرا' آپؐ کو دیکھا تو اسے یاد آیا لیکن آپؐ نے اس سے صرف اتنا کہا کہ تو نے مجھے بہت تکلیف دی۔

حضور ﷺ کے اخلاق کے بارے مئیں کیا کہا جائے۔ آپؐ نے اللہ سے اسوۂ حسنہ کی سند لی' دنیا نے آپؐ کو معلمِ اخلاق مانا' آپؐ پر نبوت کی تکمیل ہوئی' انسانیت کی تکمیل ہوئی اور اخلاق کی تکمیل ہوئی۔ آپؐ کی ذات کے بارے میں بس یہی کچھ کہا جا سکتا ہے کہ:

سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں
جس شان تو شاناں سب بنیاں

❁ ❁ ❁

رحمت

رحمت کا تصور یا اس کے وجود کا ثبوت اللہ تعالیٰ نے خود عطا فرمایا۔ اس کا ارشاد ہے اور یہ ارشاد بڑے زوردار لہجے میں آیا ہے کہ میری رحمت سے مایوس نہ ہونا یعنی خبردار میری رحمت سے مایوس نہ ہونا۔ اگر انسان کے اعمال اپنے منطقی نتیجے پر منتج ہوں تو رحمت کا لفظ کوئی معنی نہیں رکھتا۔ انسان محنت کرے گا' حاصل کر لے گا۔ بدی کرے گا' سزا پا لے گا۔ نیکی ہوگی' انعام پائے گا۔ ہر وجہ کا ایک نتیجہ ہے اور ہر نتیجے کے لیے کوئی نہ کوئی وجہ ہے۔ اگر وجوہ اور نتائج صرف وجوہ اور نتائج ہی ہوتے تو غالباً انسان کے دل سے امید' آس اور رحمت کا تصور ختم ہو جاتا۔ رحمت ہوتی ہی انسان کو اس کی بداعمالیوں کی سزا سے بچانے کے لیے ہے یعنی حال کی غلطی جو مستقبل میں اپنے لیے سزا مرتب کر چکی ہے یا لکھ چکی ہے' اس سے بچانے والی شے رحمت کہلائے گی۔ پس یہ ارشاد کہ میری رحمت سے مایوس نہ ہونا صرف یہی مفہوم رکھتا ہے کہ اے انسان! اپنے مستقبل سے مایوس نہ ہونا اور یہ کہ اے انسان! اگر کبھی غلطی سرزد ہو جائے تو یاد رکھنا کہ غلطی کی سزا ضرور ہے لیکن یہ بات نہ بھولنا کہ میری رحمت میرے غضب سے زیادہ وسیع ہے' غلطی کی

سزا دینے والا میں ہی ہوں لیکن یہ میرا ہی فضل ہے کہ میں غلطیاں معاف بھی کرتا ہوں' خطاؤں سے درگزر بھی کرتا ہوں' انسان کی کمزوری کو اپنی رحمت کی طاقتیں عطا فرماتا ہوں۔

آنے والے اندیشوں میں مبتلا رہنے والے انسان کے لیے ایک صدا بلند ہوتی ہے کہ خبردار یہ نہ بھولنا کہ میں اور صرف میں اس بات پر قادر ہوں کہ گناہ معاف کر دوں اور یہی نہیں بلکہ انسان کی تمام غلطیوں کو معاف کر دوں اور یہ کہ اس کے تمام گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دوں۔ میں انسان کو تاریکیوں سے نکالتا ہوں' اسے روشنی عطا کرتا ہوں' ظلمات سے نور کو سفر میری رحمت کے سہارے ہوسکتا ہے۔ کافروں کو سزا سے پہلے انہیں ہدایت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمانے والا ہوں۔ بے ایمانوں کو ایمان کی دولت عطا کرتا ہوں۔

اللہ کریم کی رحمت کو اگر غور سے دیکھیں تو زندگی کے قدم قدم پر چھائی ہوئی ہے۔ ہمارا ایک ایک سانس اس کا مرہونِ منت ہے۔ رات کو سونے کے بعد صبح کی بیداری اس کی رحمت کے سہارے ہوتی ہے۔ انسان نہیں جانتا کہ وہ کن کن مشکل مقامات سے گزار دیا جاتا ہے۔ یہ زندگی مشاہدات سے بھری ہوئی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جو لوگ رحمت کے قائل نہیں' وہ کس مشکل میں مبتلا ہوتے ہیں۔ ان کے پاس مال ہوتا ہے سکون نہیں ہوتا' وہ اپنی آرزوئیں پوری کر کے بھی دولتِ سکون سے محروم ہوتے ہیں۔ یہ اس کا فضل ہے کہ وہ انسان کے دل کو سکون و قرار کی دولت سے مالا مال کر دے۔

اللہ کریم نے انسان کو رحمت کا تصور دیا۔ رحمت کے خیال ہی سے انسان کے تصور میں بہار پیدا ہو جاتی ہے۔ ایسی آرزو جس کے حاصل کرنے کی خواہش ہو اور اس کا استحقاق نہ ہو' رحمت کے انتظار میں پل جاتی ہے۔ مسلمان جنت کی تمنا میں اپنی حیات کا سفر کر رہے ہیں۔ یہ یقین کہ ان کی آخرت بہتر ہو گی' صرف رحمت کے تصور سے حاصل ہوتا ہے۔ ہمارے لیے سب سے بڑا اعزاز یہی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی رحمت کے انتظار میں رہتے ہیں۔ مسلمان رحمت حق سے مایوس نہیں ہوتا۔ ہم اعمال پر بھروسہ نہیں کرتے' بھروسہ اس کے فضل پر ہے۔ ہمیں اپنے اعمال کا آسرا نہیں' آسرا اس کی رحمتوں کا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ عبادت وہ ہے جو معبود کو منظور ہو جائے۔ ورنہ کروڑوں سال کی عبادت ایک سجدہ نہ کرنے سے ضائع ہوتی دیکھی گئیں اور مقرب معتوب ہوا کہ اس نے اپنے عمل کے غرور میں اپنا مقام چھوڑ دیا۔ یہاں مقام صرف منظوری کا ہے' تقرب صرف رضامندی کا ہے' نتیجہ اعمال کا نتیجہ اعمال پر نہیں عنایات پر ہے۔ عدل اہم چیز ہے لیکن فضل عدل سے بہت زیادہ قوی ہے۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ انسان کو ضعیف پیدا کیا گیا' ترغیبات کے رنگین جال میں انسان پھنس جاتا ہے اور جو لوگ اس جال سے بچ گئے' وہ رحمت کے دائرے میں پناہ پا گئے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے مقرر کیے ہوئے' اپنے نامزد فرمائے ہوئے انبیاء علیہم السلام کو دنیا میں اس لیے مبعوث فرمایا کہ وہ لوگوں کو گناہ اور کفر کی تاریکی سے باہر نکالیں۔ ان سے جہالت کے اندھیرے دور کریں اور وہ لوگ جو خواہشات

کے جال میں جکڑے جا چکے ہیں' ان کو امید اور رحمت کی قوت عطا فرما کر انہیں ہر بندھن توڑنے کے لیے تیار کر دیا جائے۔

دنیا میں آنے والے تمام پیغمبروں علیہم السلام نے انسانیت کی خدمت کی' انسان کو فلاح کی طرف سفر کرایا اور سب پیغمبروں میں سب سے زیادہ بزرگ پیغمبرؐ' محبوب پیغمبرؐ' منور پیغمبرؐ اور پیغمبروں کے امام پیغمبرؐ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمتوں کے کمال کا مظہر بنا کے بھیجا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ ہم نے آپؐ کو دونوں جہانوں کے لیے رحمت بنا کے بھیجا۔ یہ مقام بڑے غور کا ہے کہ کیا ایک انسان سب انسانوں کے لیے اور سب جہانوں کے لیے رحمت یا باعثِ رحمت ہو سکتا ہے اور اگر ایک انسان سب انسانوں کے لیے' سب جہانوں کے لیے' پوری کائنات کے لیے' ماضی' حال' مستقبل کے لیے' ظاہر باطن کی کائنات کے لیے' رسول رحمت ہے تو وہ ایک انسان کیا انسان ہو گا۔ اب ایسے انسان کے بارے میں کچھ کہنے کی بجائے اس پر درود و سلام بھیجا جائے۔ عام آدمی اپنی ذات کے لیے باعثِ رحمت نہیں ہو سکتا اور سرکارؐ پوری کائنات کے لیے باعثِ رحمت ہیں۔ یعنی پوری کائنات کے لیے مایوسیوں سے نکلنے کی ضمانت عطا فرماتے ہیں۔ تو مطلب واضح ہوا کہ رحمت' قربِ رسول ﷺ ہے اور اس قرب سے محروم انسان کو اس کے اعمال کی عبرت کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔ عمرِ گذشت کے کفر اور اس کی بد اعمالیوں کے نتیجے سے بچنے کا واحد ذریعہ حضور ﷺ کی مہربانی ہے۔ ہمیں اپنے اعمال کی کمی بیشی سے بچانے والی ذات حضورِ اکرم ﷺ کی ذاتِ گرامی ہے۔ آپؐ کا وجودِ مبارک جہاں باعثِ تخلیق کائنات ہے' وہاں

باعثِ قیامِ کائنات اور باعثِ نجاتِ کائنات بھی ہے۔

انسان دنیا کے بکھیڑوں میں مبتلا ہو کر بھول جاتا ہے کہ وہ کس سفر پر آیا، کس مقصد کے لیے آیا اور اسے کہاں جانا ہے۔ وہ کھیل میں مصروف ہو جاتا ہے اور مقصدِ اعلیٰ اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔ حضور ﷺ کی ذاتِ گرامی گمراہوں کو ہدایت دے کر صراطِ مستقیم سے آشنا فرماتی ہے۔ آپؐ کے بارے میں اللہ کا ارشاد ہے کہ آپؐ رسولوں میں سے ہیں اور آپؐ ہی صراطِ مستقیم پر ہیں۔ یعنی حضور ﷺ کے راستے پر چلنے والا، حضور ﷺ سے محبت کرنے والا، حضور ﷺ کی اطاعت کرنے والا اللہ کے قرب کو حاصل کر لیتا ہے اور جس پر حضور ﷺ مہربان، اس پر اللہ مہربان اور جس پر اللہ مہربان ہو جائے، وہ کسی اعمال کی کمی بیشی سے کیوں خوف کھائے گا۔ اللہ ہی کا ارشاد ہے کہ اے میرے محبوبؐ! یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں ان پر عذاب ڈالوں جبکہ آپ ان میں ہیں یعنی جس دل میں حضور ﷺ کی یاد ہے، وہ ہمیشہ قرار میں رہے گا اور جائے قرار بہشت کے علاوہ کیا ہے؟ گویا کہ حضور ﷺ کی محبت باعثِ حصولِ نجات ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ انسان نیک اعمال نہ کرے کیونکہ یہ حضور ﷺ کی محبت سے انحراف ہے۔ حضور ﷺ کا ہر عمل ہمارے لیے ایک نمونہ ہے اور ہر عمل ہمارے لیے نجات کا باعث ہے۔

یہاں تک بھی کہا جاتا ہے کہ فقرائے کرام سے سرزد ہونے والی کرامتیں بھی حضور ﷺ ہی کی رحمتوں کے جلوے ہیں۔ ہم نے دیکھا کہ آپؐ

کی نگاہ رحمت کی ضمانت ہے۔آپؐ کی رحمت اللہ کی رحمت ہے کیونکہ آپؐ خود ہی اللہ کی رحمت ہیں۔مولانا رومؒ کومولوی بنانے والا عمل اس کی رحمت کا عمل ہے۔رحمت انسان کو عام سے خاص اور خاص سے خاص الخاص بناتی رہتی ہے۔اقبالؒ کومحرمِ راز بنانے والی شے یہی رحمت ہے۔اقبالؒ جانتا تھا کہ اس کے شعر باقی شعراء سے زیادہ بلند نہیں' اس کا فکر باقی فلسفیوں سے زیادہ بلیغ نہیں۔ ملت کا دردحالی کے پاس بھی تھا اور شب بیداری اسی اقبالؒ کے بقول عطارؒ ' رومیؒ رازیؒ اور غزالیؒ کو بھی ملی' لیکن اقبالؒ کو جو پذیرائی عطا ہوئی' جو قوم نے اپنے دل میں اسے جگہ دی' یہ صرف اور صرف حصولِ رحمتِ مصطفیٰ ﷺ کے دم سے ہے۔اقبالؒ کردار کا غازی نہ ہونے کے باوجود قلندرانہ مقامات پر فائز کیا گیا۔ اس کی آواز قوم کے لیے ایک پُرسوز حدی خواں کی آواز تھی۔اس کا نالۂ نیم شبی آج بھی قوم کے لیے بیداری کا پیغام رکھتا ہے۔اس نے قوم کو ایک ایسے تصور سے ہمکنار کیا جسے پاکستان کا لقب ملا۔یہی تصورِ اقبالؒ تھا۔

رحمت ایک مستقبل کا تصور دے کر انسان کو جاوداں کر دیتی ہے۔خاک افلاک تک جا پہنچتی ہے۔رحمت کے شکر میں جھکا ہوا سر سرفراز کر دیا جاتا ہے۔

رحمت ایک عام زندگی میں ایسا انقلاب برپا کرتی ہے کہ وہی عام انسان خاک کے ایک ذرے سے ماہتاب و آفتاب بنا دیا جاتا ہے۔آنے والے زمانوں کو رخ عطا کرنے والے لوگ رحمت سے نوازے ہوئے ہوتے ہیں۔ان کی فکر رحمت کا کرشمہ ہے۔ان کی فصاحت اور بلاغت رحمت کا اعجاز ہے۔رحمت

رفعتیں عطا کرتی ہے' فانی کو جاودانی بناتی ہے' جزو کو کُل کے راستے دکھاتی ہے' کثرت کو وحدت میں سمیٹتی ہے' مایوسیوں میں امیدوں کے چراغ جلاتی ہے' ہونی کو انہونی اور انہونی کو ہونی کر دیتی ہے' غریبی میں بادشاہی اور بادشاہی میں فقیری عطا کر دینے والی شے رحمت ہے۔ وہ جو دیکھنے میں خاک نشین نظر آتا ہے' حقیقت میں عرش نشیں ہے۔ دونوں جہاں کے لیے رحمتوں کا پیغام لانے والی ذات انسان کو تکلیفوں میں دیکھ کر پریشان ہو جاتی ہے۔ آپؐ کو اپنا کوئی غم نہیں۔ آپؐ آدھی آدھی رات تک جاگتے ہیں' سجدے کرتے ہیں اور روتے ہیں۔ بس امت کا حال دیکھ کر آپؐ کو آزردہ کرنے والی بات صرف یہی ہے کہ امت نے آپؐ کا راستہ ترک کر دیا' لیکن ابھی بہت کچھ باقی ہے۔ ابھی امیدوں کے چراغاں ہیں' ابھی اعتماد کی منزلیں طے ہو رہی ہیں۔ ابھی لوگوں میں یقین ہے' آپؐ کی رحمتوں کا' آپؐ کی نوازشوں کا۔ حق نہ رکھنے کے باوجود آپؐ کی عنایات کو اپنا حق سمجھنے والے ابھی اتنی ناحق بات بھی نہیں کر رہے۔ یہی تو حق ہے اور یہی اللہ کے حکم کا مفہوم ہے کہ میری رحمت سے مایوس نہ ہونا یعنی عمل کی کوتاہی کی وجہ سے حق نہ رکھنے کے باوجود رسولِ رحمت ﷺ کی عنایات کو اپنا حق مانتے رہنا۔ یہی راستہ مایوسیوں سے بچنے کا راستہ ہے۔ اسی یقین کو ایمان کہتے ہیں۔ وہ اللہ جس نے ہمیں اپنا دین عطا فرمایا' اپنی عنایات عطا فرمائیں' ہمیں آنکھیں عطا کیں اور آنکھوں کے لیے روشن روشن کائنات بنائی' اسی اللہ نے جس نے ہمارے لیے دنیا کی راہیں آسان فرمائیں' ہمارے لیے

دریاؤں کو حکم دیا کہ ہمیں راستہ دے دیں' بلند پہاڑوں کے لیے حکم ہے کہ انسان کو راستہ دے دیں۔ ہر راز کو حکم ہے کہ انسان کے لیے آشکار ہو جائے' ہر مخفی کو ظہور کا حکم دینے والا اپنی رحمتوں کے اٹل ہونے کا اعلان فرماتا ہے۔ رحمت آ کے رہے گی' گناہ معاف کر دیے جائیں گے' شرط اظہارِ ندامت ہے' شرط خلوصِ دل سے توبہ ہے۔ شرط حضور ﷺ کے دامن سے وابستہ ہونے کی تمنا ہے۔ شرط اللہ کی رسی کو مل کر مضبوط پکڑنے کی ہے یعنی شرط رحمت کی تمنا ہے اور اس کا انعام حصولِ رحمت۔

رحمت کے کرشمے دیکھنے والی آنکھ اکثر پُرنم رہتی ہے۔ رحمت والے لوگ اس جہاں میں رہ کر بھی اُس جہاں کے خیال میں زندہ ہوتے ہیں۔ دُور کے زمانے بھی ان کو حضور ﷺ کے قریب رکھنے میں رکاوٹ نہیں ڈالتے کیونکہ اس نگاہ میں صدیوں کے فاصلے بھی کوئی وقعت نہیں رکھتے۔ وہ نگاہ صدیاں عبور کر کے اپنے درویشوں کی زندگی کو آج بھی روشن کرتی ہے۔ آپ ؐ آج بھی قریب کرتے ہیں اور قریب ہوتے ہیں۔ یہی رحمت کا کرشمہ ہے کہ اس میں نہ ماضی دور ہوتا ہے نہ مستقبل بعید ہوتا ہے۔ اس میں فاصلے سمٹ جاتے ہیں' فاصلے تاریخ کے ہوں یا جغرافیے کے' اس میں کچھ اہمیت نہیں رکھتے۔ آج رجوع کرنے والا پرانے جلوے کو حاضر پاتا ہے۔ گزرے زمانے کے جلووں کو پکارنے والا مایوس نہیں کیا جاتا کیونکہ جلوے گزرتے نہیں۔ سورج میں روشنی قائم ہے' چاند میں نور باقی ہے۔ آسمانوں کی گردش برقرار۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کائنات کے

لیے رحمت کا سبب ماضی بن جائے۔ یہ ناممکن ہے۔ کائنات حاضر' رحمت حاضر' کائنات موجود رحمت موجود بلکہ یہاں تک کہ کائنات نہ موجود ہو' رحمت تب بھی موجود رہتی ہے۔ کیونکہ رحمت دراصل حیّ وقیوّم کی صفت ہے اور اس صفت سے حضور ﷺ کو متصف کیا گیا۔ جب صفت نہیں مر سکتی تو موصوف نعوذ باللہ کیسے فانی ہو سکتے ہیں۔ رحمتیں مرنے کے بعد بھی حاصل ہوتی رہتی ہیں۔

ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ ہمارے ماں باپ پر رحم فرما' ہماری اولادوں پر فضل کر اور اگر ماں باپ یا اولاد رخصت ہو چکے ہوں' تب بھی دعا کے حوالے سے ان پر رحمت ہو سکتی ہے۔ رحمت ہڈیوں پر کیا ہو گی' خالی بے جان گوشت پوست پر کیا ہو گی' رحمت تو ہمارے ماں باپ پر ہو گی اور اگر ماں باپ زندہ نہیں تو پھر ماں باپ کا لفظ کس لیے ہے۔ ہم کسی واہمے کے لیے دعا نہیں کر رہے ہیں کیونکہ یہ دعا ہمیں حیّ وقیوّم نے بتائی ہے۔ اللہ واہموں کی بخشش کی دعائیں نہیں بتاتا۔ رحمت کا سلسلہ ہمیشہ ہمیشہ سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جاری ہے اور رحمت مانگنے والے کے لیے ہے اور نہ مانگنے والے کے لیے بھی ہے۔ اور کبھی کبھی تو نہ مانگنے والے خوش قسمت نظر آتے ہیں کہ ان کے لیے ہر صاحبِ راز نے دعا کی۔

اللہ کو بھول جانے والے لوگ اللہ کو تو یاد ہیں۔ وہ جنہوں نے اللہ کو نظر انداز کر دیا' اللہ انہیں نظر انداز نہیں کرتا۔ وہ جنہوں نے اللہ کو چھوڑ دیا' اللہ انہیں نہیں چھوڑتا۔ اللہ نے پیغمبر بھیجے کہ ان ناسمجھ لوگوں کو ہدایت عطا فرمائی جائے۔ ان لوگوں کا استحقاق نہیں' لیکن ان پر رحمت کرنا رحمتوں والے کی شان ہے۔ وہ

اتنی بڑی رات کے اندر روشنی کا چراغ جلاتا ہے۔ وہ کفر کے اندھیروں میں ایمان کے نور کا جلوہ دیکھتا ہے۔

رحمتِ حق اس شخص کی تلاش میں رہتی ہے، جس کی آنکھ پُرنم رہتی ہے۔ آنسوؤں کے قریب رہنے والے رحمتِ حق کے قریب ہیں۔ انسان کی زبوں حالی پر ترس کھانے والے رحمتِ حق کے اندر ہیں۔ رحمت کرنے والے دراصل رحمت حاصل کرنے والے ہیں۔ انسان کے قریب رہنے والے خدا کے قریب ہیں اور خدا کے قریب رہنے والے محبوبِ خدا ﷺ کے قریب رہتے ہیں اور یہ قرب، قربِ رحمت ہے۔ رسولِ رحمت ﷺ کی ہر بات حصولِ رحمت کا ذریعہ ہے۔ آپؐ نے کسی سے کبھی انتقام نہیں لیا۔ غلاموں کو ایک دن میں ستر مرتبہ معاف کرنے کا حکم فرمایا۔ آپؐ پوری کائنات کے لیے دعوتِ رحمت ہیں۔ اپنوں کو عبادت کے غرور سے بچاتے ہیں اور عبادت سے محروموں کو رحمت کا تصور دے کر عبادت کے قریب لاتے ہیں۔ فریاد کرنے والوں کو رحمت کے حصول کا حق عطا فرماتے ہیں۔ جس کو رحمت کا حق مل گیا، اسے رسولِ رحمت ﷺ کے دامن میں پناہ مل گئی۔ جسے حضور ﷺ کے دامن میں پناہ مل گئی، اس کا کام آسان ہو گیا، یعنی حضور ﷺ پر ہمیشہ درود وسلام بھیجتے رہنا، اور یہی اصل نسخہ ہے، حصولِ رحمت کا۔

❁ ❁ ❁

عید میلاد النبی ﷺ

سوال:

سر! میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ عید میلاد النبیؐ جو آج کل ہم مناتے ہیں اس کی ابتدا کب سے ہوئی اور کیا اس طرح منانا صحیح ہے؟

جواب:

پہلے تو آپ یہ دیکھو کہ آپ یہ کہہ رہے ہو کہ آج کے دن حضور پاک ﷺ کی ولادت ہوئی یعنی آپؐ آج کے دن آئے۔ لیکن حضور پاک ﷺ آج کے دن تو نہیں آئے۔ آج جو دن ہے وہ ۱۹۸۷ء کے نومبر کے مہینے کا دن ہے۔ حضور پاک ﷺ کی ولادت کا دن تو ایک تھا۔ مسلمانوں کے لیے یہ غور کا مقام ہے کہ جب ایک مبارک دن آیا تو اس دن کو کسی اور دن میں متواتر دیکھنے کی جو خواہش ہے وہ عقیدت میں تو اضافہ کرتی ہے لیکن صداقت میں اضافہ نہیں کرتی۔ آپ کی عقیدت بالکل ٹھیک ہے۔ آج کا یہ جو دن ہے اس کے بارے میں ہم کہتے ہیں کہ آج کے دن آنحضور ﷺ

تشریف لائے تو یہ دن آج کا دن تو نہیں ہے ناں۔ آپؐ تو کچھ عرصہ پہلے ربیع الاول ہی کے مہینے میں تشریف لائے۔ آپؐ کی ولادت اسی دن کا واقعہ ہے لیکن وہ آج سے پہلے کا واقعہ ہے۔ تاریخ میں کوئی بھی دن، کوئی بھی ساعت دوبارہ نہیں آتی۔ اس بات کا ضرور لحاظ رہے۔ تو آپ یہ جو آج عید میلاد النبی ﷺ منا رہے ہیں وہ یاد کے طور پر منا رہے ہیں۔ یہ دن آج کا دن نہیں ہے۔ اب اس بات پر ذرا غور کریں۔ جب اس پر غور کریں گے تو پتہ چلے گا کہ ہم اس دن کو یاد کے طور پر مناتے رہے اور تقریب کے طور پر منا رہے ہیں۔ بزرگانِ دین کے زمانے میں اسے تقریب کے طور پر نہیں منایا گیا۔ یہ کوئی Recent History ہے۔ یہ واقعہ قریب کے دور میں یعنی ماضی قریب میں ہوا ہے یعنی ماضی قریب میں اس دن کو اس طرح منایا گیا ہے۔ پہلے بھی میلاد ہوتے تھے یعنی حضور پاک ﷺ کو یاد کرنا، نعت پڑھنا اور حضور پاک ﷺ کی سیرت پر ایک دن مقرر کرنا۔ میں اس جلوس کی بات کر رہا ہوں اور ان واقعات کی بات کر رہا ہوں جن کا انداز حضور پاک ﷺ کی پسند کے علاوہ ہے۔ اس جلوس کو حق نہیں پہنچتا کہ حضور پاک ﷺ کے نام پر نکالا جائے کیونکہ اس کا انداز آپؐ کی پسند کے علاوہ ہے۔ اور اگر ہمیں خوشی کا کوئی موقعہ ملے تو نور کو واپڈا کی روشنی سمجھتے ہیں۔ نور تو نور ہے، اس کا روشنی سے

تعلق نہیں ہے۔ یہ روشنیاں تمہارے زمانے کی ہیں۔ بعض اوقات کسی کو کوئی خواب آیا، خیال آیا، عرفان ہو گیا یا مکاشفہ ہوا۔ اس سے اگر پوچھیں کہ آپ کو کیا محسوس ہوا تھا؟ کہے گا میں ایک محفل میں گیا۔ ''وہاں کیا تھا''؟ ''نور ہی نور تھا''۔ ''کیسے''؟ ''بڑے بڑے نورانی بلب لگے ہوئے تھے''۔ اب یہ جھوٹ بول رہا ہے کیونکہ نور کا تعلق بلب سے تو نہیں۔ اس زمانے میں اس بات کو بیان کرنا اور اپنے عقیدے کے مطابق بیان کرنا، یہاں آدمی غلطی کر جاتا ہے۔

ایک بات یاد رکھیں کہ مشاہدہ عین حق ہوتا ہے۔ جس بزرگ سے اگر کبھی کسی کی ملاقات ہوئی، وہ جس زمانے میں ملاقات ہوئی، خواب میں یا عرفان میں، یا مشاہدے میں تو وہ ملاقات عین صحیح اسی زمانے کے ماحول میں ہو گی یا آپ کے زمانے میں زندہ و جاوید ہے تو آپ کے زمانے میں وہ آپ جیسی کوئی بات بتا کر چلا جائے گا۔ اس لیے آپ کا یہ سوال کہ میلاد کب سے منایا جا رہا ہے تو یہ حال ہی میں واقعہ ہوا ہے۔ میلاد منانا اچھی بات ہے لیکن بات غور طلب ہے۔ میلاد منانے کا طریقہ یہ ہے کہ تم درود شریف پڑھو، باوضو بیٹھے رہو، حضور ﷺ کے نام پر لوگوں پر رحمتیں کرو اور دشمنوں کو معافی دو اور دوستوں سے معافی مانگو! کہنے کا مطلب یہ ہے کہ صرف جلوس نکال لینا

میلاد نہیں ہے۔ یہ صرف تقریب کے طور پر ہے۔ چونکہ ہم مسلمان ہیں اور مقدس دنوں کے حساب سے چلتے ہیں' تو حضور پاک ﷺ کی یاد کوئی جیسے بھی منا رہا ہے وہ ٹھیک ہے لیکن حضور پاک ﷺ کی یاد منانا اور آپؐ کی زندگی کے مطابق نہ چلنا' میرے خیال میں یہ درست نہیں ہے۔ جب یاد مناتے ہو تو آپؐ کی تقلید بھی ہونی چاہیے۔ آپؐ کی تقلید بھی ہو اور ان کا بیان بھی ہو اور یہ صحیح کہا گیا ہے کہ ذکرِ حبیب ﷺ کم نہیں وصلِ حبیب ﷺ سے۔ یہ بالکل ٹھیک ہے۔ اگر ذکر حبیب ﷺ وصل حبیب ﷺ نہ دے' اگر ذکر حبیب ﷺ وصل حبیب ﷺ نہ بنے تو اس پر دوبارہ غور کرو کہ کیا ذکر کر رہے ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ دوبارہ ذکر پر غور کرنا پڑ جائے۔ مقصد یہ ہے کہ حضور پاک ﷺ کے نام پر دو علیحدہ بیان ہو رہے ہیں۔ یہ غور طلب بات ہے۔ اصل بات کیا ہے؟ اس کو ذرا دیکھنا پڑے گا۔ تو ''یارسولؐ اللہ'' کہنے اور ''یارسولؐ اللہ'' نہ کہنے پر تمہارے ملک میں بڑا جھگڑا ہو رہا ہے۔ اس پر ذرا غور کرنا چاہیے۔ تو دیکھنا یہ ہے کہ عشق اور محبت کیا پیدا کر رہے ہیں۔ حضور پاک ﷺ کے معاملے میں یہ غور طلب بات ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ آپؐ سے محبت جو ہے یعنی حضور پاک ﷺ سے جو محبت ہے وہ اسلام سے محبت ہے۔ لیکن اسلام سے محبت اور حضور ﷺ سے محبت برابر نہیں ہو سکتی۔ محبت میں ذات کا ہونا ضروری

ہے۔ تقلید کے لیے مذہب کا یا قانون کا ہونا ضروری ہے۔ اسلام کی اطاعت ہو سکتی ہے۔ محبت ذات سے ہو گی۔ اب بات سمجھ آ گئی آپ کو؟ اطاعت کس کی ہو گی؟ ڈسپلن کی' قانون کی اور بیان شدہ شریعت کی۔ محبت صرف ذات سے ہو گی۔ تو محبت کا تقاضہ کیا ہے؟ محبت کا تقاضہ یہ ہے کہ جہاں سے منع کیا گیا ہے وہاں سے رُک جاؤ اور جہاں چلنے کا حکم دیا گیا ہے وہاں چل پڑو۔ اور رمل اور عمل سے منع کیا گیا ہے۔ تو آپ رمل اور عمل بند کر دو۔ وہ آپ کرتے نہیں ہیں بلکہ قرآن سے فالیں نکال لیتے ہیں۔ آپ رملیات کرتے رہتے ہو' مقصد یہ ہے کہ جس بات سے آپ کو حضور پاک ﷺ نے منع کیا ہے آپ اس بات سے منع نہیں ہوئے۔ آپ کو منع کیا گیا کہ مزار پرستی نہ کرو لیکن آپ نہیں باز آ سکتے۔ آپ مجبور ہیں' کہتے ہیں محبت زیادہ ہو گئی ہے۔ اس لیے اب ہم مزار پرستی سے پرے نہیں رہتے۔ آپ کو منع کیا گیا بہت ساری باتوں سے اور آپ ان باتوں سے منع نہیں ہوتے اور آپ لوگ اس نام کا اور ذات کا سہارا لے کر' آپؐ کی ذات کے کسی بتائے ہوئے اصول کے علاوہ عمل کر جاتے ہیں۔ اس لیے یہ غور رہے کہ میلاد النبی ﷺ اصل میں یہ ہے کہ آپؐ کے فرمان پہ عمل کیا جائے۔ یہ جلوس کا نام نہیں ہے' روشنی کا نام نہیں ہے' اور بلب لگانے کا نام نہیں ہے۔ اصل میلاد حضور پاک ﷺ

سے محبت کے نام پر ملتِ اسلامیہ یا امتِ محمدی کی طرف رجوع کرنا اور اس میں ایک اجتماع پیدا کرنا ہے۔

ہمارے ہاں جتنے بھی سلاسل آئے ہیں ان میں حضور پاک ﷺ سے محبت کے مختلف طبقے آئے ہیں اور مختلف انداز آئے ہیں۔ کوئی حضور پاک ﷺ کی محبت میں قوالی کر رہا ہے اور کوئی درود شریف پڑھ رہا ہے۔ کوئی انجمن میں بیٹھا ہے۔ یہ سارے اپنی جگہ ٹھیک ہیں لیکن میں نے آپ کو پہلے بھی بتایا تھا کہ اس سے ملت منتشر ہوگی۔ حضور پاک ﷺ کی یاد کا کوئی ایسا فارمولا نکالو کہ جس سے ملتِ ایک ہو جائے۔ یہ تو کوئی بات نہیں کہ آپ اکیلے ہی فلاح پا جاؤ۔ اگر آپ کا بھائی دوزخ میں گیا تو کیا یہ آپ کے لیے اچھی خبر ہوگی۔ دعا یہ کرو کہ تم جنت میں اپنے بھائی سمیت جاؤ۔ کون سا بھائی؟ وہ جو گمراہ ہو گیا ہے۔ اس لیے جنت میں جانے والے لوگ وہ ہوں گے جو دوسرے کی فلاح چاہیں گے۔ حضور پاک ﷺ کی یہ بات دیکھو کہ آپؐ نے کسی کے لیے بد دعا کرنے کے موقع پر بھی بد دعا نہیں فرمائی حالانکہ موقع تھا کہ جو شخص، جو ملت، جو طبقہ یا جو سوسائٹی اس وقت آپؐ کے ساتھ بے انتہا زیادتی کر رہی تھی اور اللہ کی طرف سے آپؐ کو اجازت تھی کہ آپؐ کہیں تو اس بستی کو غرق کر دیا جائے۔ تو آپؐ نے کیا فرمایا؟

یہ سن کر رحمت اللعالمینؐ نے ہنس کے فرمایا

کہ میں اس دہر میں قہر وغضب بن کر نہیں آیا

آپؐ نے فرمایا کہ اس بستی کو تباہ نہ کیا جائے کیونکہ اگر یہ لوگ مسلمان نہیں ہوئے تو ان کی اولادیں ضرور مسلمان ہو جائیں گی۔ اور پھر ایسا ہی ہوا کہ ان لوگوں کی اولادیں مسلمان ہو گئیں۔ مطلب یہ ہے کہ آپؐ نے کبھی بھی کسی بھی مقام پر اپنا ذاتی انتقام نہیں لیا۔ اے مسلمانان عالم! آپ سوچو! کیا آپ کے دلوں میں کوئی انتقام کا جذبہ ہے اور اگر آپ کے دلوں میں انتقام کے جذبات ہیں تو دن منانے سے بات نہیں بنے گی۔ دل کو صاف کرنے سے بات بنے گی۔ کیا آپ کے دل سے انتقام نکل گیا ہے؟ کیا آپ کے دل میں سے دنیا میں ٹھہرنے کا لالچ نکل گیا ہے اور کیا آپ کی زندگی حضور پاک ﷺ کی زندگی کے قریب رہنا چاہتی ہے اور فرض کرو کہ آپ کو Option مل جائے اور یہ اختیار مل جائے کہ دونوں میں سے ایک چیز چن لو' ایک طرف پیسہ ہے اور ایک طرف غریبی ہے اور غریبی کے ساتھ حضور پاک ﷺ کی محبت ہے تو آج کے زمانے میں بہت کم لوگ ایسے ہیں جو غریبی اور حضور پاک ﷺ کی محبت کو اکٹھا قبول کریں گے اور عام طور پر:

دردِ غربت کدے میں پلتا ہے

حضور پاک ﷺ کی محبت کے چراغ جہاں بھی جلے ہیں وہاں درد اور غربت بھی ضرور ملتے ہیں۔ تو حضور پاک ﷺ کی محبت میں آپ زندگی کی تھوڑی سی ابتلاء بھی قبول کر لیا کرو۔ اگر آپ کے اندر جائز، ناجائز، خفیہ اور غیر خفیہ دولت کو حاصل کرنے کا جذبہ بند ہو جائے تو حضور پاک ﷺ کی محبت بڑھ جاتی ہے۔ آپ اپنے بھائیوں کے لیے دعا کرو تو حضور پاک ﷺ کی محبت بڑھ جاتی ہے۔

جس شخص نے رشتہ داروں سے قطع تعلق کر لیا تو حضور پاک ﷺ کے مزاج میں وہ پسندیدہ شخص نہیں ہے۔ صلہ رحمی اور قطع رحمی کا پورا مضمون آپ ؐ نے فرما دیا ہے۔ حضور پاک ﷺ نے واضح طور پر فرما دیا ہے کہ کس کس طرح آپ نے لوگوں کو Deal کرنا ہے۔

تو حضور پاک ﷺ کی محبت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی جائے اور اللہ کی محبت یہ ہے کہ حضور پاک ﷺ کی اطاعت کی جائے اور ان سے محبت کی جائے۔ تو اس راستے پر چلنے سے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ عید میلاد النبیؐ کی جو تقریب ہم منا رہے ہیں یہ ابھی تھوڑا عرصہ پہلے کی بات ہے۔ اس کے پیچھے سند نہیں ہے۔ جس طرح داتا صاحبؒ کے بارے میں یہ سند نہیں ہے کہ داتا صاحبؒ کسی مزار پر آئے تھے بلکہ مزار پر نہیں آئے تھے لیکن ہم ان کے

مزار پر جاتے ہیں۔ تو داتا صاحبؒ جب تشریف لائے تو وہ کسی آستانے پر نہیں آئے تھے بلکہ کوئی واقعہ کرنے آئے تھے۔ خواجہ غریب نوازؒ اجمیر شریف میں کسی آستانے پر نہیں گئے۔ اب یہ دو معتبر ہستیاں ہیں جو بغیر کسی آستانے کے کسی کام پر گئے۔ اب یہ بھی غور طلب بات ہے کہ داتا صاحبؒ اور خواجہ صاحبؒ دو معتبر ہستیاں ہیں جو حضور پاک ﷺ کی محبت میں سرشار تھے۔ یہ کسی آستانے پر نہیں بلکہ کسی کام پر گئے یعنی کسی اسلامی کام پر گئے۔ جس شخص نے حضور پاک ﷺ کی امت کی فلاح کی دعا کی وہ حضور پاک ﷺ کو قبول ہوا، مقبول ہوا، یعنی وہ شخص جو یہ کہتا ہے کہ ''یارب العالمین! اس امت پر رحم فرما''۔ تو امت کون ہے؟ جب آپ کہتے ہیں اس امت پر رحم فرما تو اس میں آپ کا وہ مخالف بھی شامل ہو گیا جو کلمہ پڑھ رہا ہے لیکن آپ کو نہیں مانتا یعنی ایسا بندہ جو اسلام کو اچھا سمجھتا ہے اور تمہیں اچھا نہیں سمجھتا۔ اب غور کرو اس بندے کا تمہارے ساتھ کیا تعلق بنتا ہے۔ یہ شخص اسلام کو تو اچھا سمجھتا ہے لیکن تمہیں اچھا نہیں سمجھتا۔ تمہارا مخالف ہے اور اسلام کے حق میں اچھا ہے۔ اب تم اس آدمی کے حق میں دعا نہیں کر سکتے، حالانکہ اس کے لیے دعا کا حکم ہے۔ کون آدمی؟ جو اسلام کو اچھا سمجھے اور تمہیں اچھا نہ سمجھے۔ اور تم اپنے ناپسند کرنے والے کے لیے کبھی دعا نہیں کر سکتے۔ یہ حضور پاک ﷺ

کی محبت کا بڑا ضروری حصہ ہے۔ کون سا حصہ ضروری ہے؟ وہ آدمی جو تمہیں ذاتی طور پر پسند نہ کرتا ہو اور اسلام کو پسند کرتا ہو' اس کے لیے دعا کرو۔ اب یہ کب ہوگا کہ تم اس کے لیے دعا کرو۔ یہ تب ہوگا جب تم اس کو ناپسند نہ کرو گے۔ تو حضور پاک ﷺ کی محبت میں یہ بہت ضروری ہے۔

اب یہ فارمولا بن گیا کہ اپنی پسند اور ناپسند کو بغیر حضور پاک ﷺ کی سند کے استعمال نہ کرو۔ جب تک وہ سند نہ ملے کسی کو ناپسند نہ کرنا۔ اگر وہ حضور پاک ﷺ کا پسندیدہ آدمی ہوا اور تم نے ناپسند کیا تو تم کبھی حضور پاک ﷺ کے قریب نہیں جا سکتے۔ مثال کے طور پر حضور پاک ﷺ کے زمانے میں یہ بڑا Test ہوا کہ ایک سیاہ فام غلام حضور پاک ﷺ نے مسلمانوں کی سوسائٹی میں نازل فرما دیا۔ اب وہ عرب سوسائٹی بڑی نستعلیق سوسائٹی تھی۔ وہ لوگ رنگ کا خیال کرنے والے اور مرتبے کا خیال کرنے والے اور زبان کا خیال کرنے والے تھے اور ادھر ایک غلام کو اتنی بڑی فوقیت مل گئی۔ اب ان کو یہ بتانا تھا کہ یہاں فوقیت خدمت کی ہے نسل کی نہیں۔ فوقیت حضور پاک ﷺ کے مزاج کی ہے۔ فوقیت مان لو گے تو پھر آپ کا اپنا مزاج ختم ہو جائے گا۔ اپنے مزاج کو ان کے تابع کر دینے والا حضور پاک ﷺ سے محبت کر سکتا ہے۔ ورنہ ان کی محبت کا دم نہ بھرنا۔ اگر آپ کو کبھی دین اور دنیا کو Select

کرنے کا' Choose کرنے کا موقع مل جائے تو دنیا کو ترک کر دینا۔ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ حضور پاک ﷺ ایک جگہ تشریف لے گئے۔ ایک صحابیؓ مکان بنا رہے تھے۔ مکان کا گنبد ذرا پختہ اور بلند ہو گیا۔ حضور پاک ﷺ وہاں سے خاموش ہو کر چلے گئے۔ شام کو وہ صحابیؓ گئے' سلام کیا' آپؐ نے جواب نہیں دیا۔ پھر سلام کیا' جواب نہیں دیا آپؐ نے۔ تو صحابیؓ کو سمجھ آ گئی کہ بات کیا ہے؟ باہر جا کر صحابہ کرامؓ سے پوچھا کیا بات ہے آج حضور پاک ﷺ نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا' کیا مجھ سے کوئی خطا ہوئی ہے؟ انہوں نے کہا خطا تو کوئی نہیں ہوئی' تمہارے مکان کے پاس سے گزرے تھے اور اسے حضور پاک ﷺ نے دیکھ کر کچھ ناپسند فرمایا۔ وہ صحابیؓ گئے اور انہوں نے وہ مکان گرا دیا۔ پھر واپس آ کر سلام کیا۔ حضور پاک ﷺ نے جواب دیا۔ آپؐ نے فرمایا ''تم یہاں رہنا چاہتے ہو جب کہ ہم یہاں سے نکلنا چاہتے ہیں''۔

تو بات اتنی ساری ہے کہ یہاں رہنے کا مقام ہی نہیں ہے تو وہ شخص جو حضور پاک ﷺ کی محبت کا دم بھرتا ہے اس کو سمجھ لینا چاہیے کہ حضور پاک ﷺ کی محبت جو ہے وہ اس دنیا سے فارغ ہونا ہے۔ اگر محبت مانگتے ہو تو ایک ایک کر کے اپنے ہاتھ کے سارے جذباتی کبوتر اڑا دو اور ایک ایک کر کے ہر

شے کو چھوڑ دو۔ پھر اللہ جانے، اللہ کے کام جانیں ؎

چھڑا کے دامن بتوں سے اپنا کام

غبارِ راہِ حجاز ہو جا

یعنی یہاں سے ساری وابستگی چھوڑ کر آپ حضور پاک ﷺ کے بتائے ہوئے راستے پر چل پڑو تو یہ ہے حضور پاک ﷺ کی محبت۔ حضور پاک ﷺ کی محبت ان لوگوں سے پوچھو جن لوگوں نے ساری عمر خربوزہ نہیں کھایا۔ ایک بزرگ خربوزہ ہاتھ میں لیے بیٹھے تھے مگر کھاتے نہیں تھے۔ کسی نے پوچھا کہ خربوزہ نہیں کھاتے۔ فرمایا مجھے پتہ نہیں چل رہا کہ حضور پاک ﷺ خربوزہ کس طریقے سے کاٹتے تھے، جب تک مجھے سند نہ ملے میں کس طرح کھاؤں۔ اور پھر ساری عمر خربوزہ نہ کھایا۔ یعنی کہ حضور پاک ﷺ کی ایک عادت کو ساری عمر کا سفرنامہ بنا لیا جائے کہ اس کے مطابق سفر کرنا ہے۔ جہاں جہاں سے حضور پاک ﷺ گزرے ہیں ان لوگوں کو وہاں سے گزرنے کی خواہش اور تمنا رہی ہے۔ ان لوگوں کو پتہ تھا کہ حضور پاک ﷺ کی محبت کیا ہے؟ آپ لوگ خود دیکھیں کہ اس محبت کا اعجاز کیا ہے۔ آپس میں لڑنے والے اور سالہا سال لڑنے والے اور نسل در نسل لڑنے والے آخرکار ایک محفل میں آ کر بیٹھ گئے یہ حضور پاک ﷺ کا اعجاز تھا۔ آپؐ نے متفرق قبائل کو جمع کر دیا۔ تو

متفرق کو اجتماع میں لانا یہ حضور پاک ﷺ کا اعجاز ہے اور اب آپ لوگ پھر ایک قسم کی تفریق میں آ گئے ہیں۔ اب آپ خود دیکھیں کہ ہمارے اسلام میں کیا ہے؟ جمعیت نمبر ایک' جمعیت نمبر ۲' اول مسلم لیگ' دوم مسلم لیگ' سوم مسلم لیگ ۔ اسلام کے نام پر بننے والی بے شمار جماعتیں۔ اور جماعت اسلامی بھی ایک جماعت ہے کہ اس کے بعد کسی کو اسلامی کہلانے کا حق نہیں ہے' اب تم لوگ کون ہو؟ اس کے علاوہ ہی ہو گے اور تمام مشائخ کرام اور ان کے تمام واقعات دیکھو۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک حضور پاک ﷺ کا دیا ہوا دین' ان کا پسندیدہ دین ہے اور اس کے ضابطے' حدود اور خطوط مقرر ہو چکے ہیں۔ اب اس حویلی کے اندر اپنے الگ الگ کمرے الاٹ کرانے سے کیا آپ حضور پاک ﷺ کو خوش کر رہے ہیں؟ آپ جب کہتے ہیں کہ یہ لوگ اور وہ لوگ' یہ کتاب اور وہ کتاب' تو کیا اس سے حضور پاک ﷺ کو خوشی ہو رہی ہے۔ یہ ساری کتابیں حضور پاک ﷺ کے بعد کی لکھی ہوئی ہیں۔ حضور پاک ﷺ کے زمانے کی کتاب صرف قرآن پاک ہے۔ قرآن کی تفسیر بھی بعد کی بات ہے۔ اگر تفسیر چھوڑ دو اور صرف قرآن کو پڑھو تو انشاء اللہ سب آپ کو سمجھ آ جائے گا۔ حضور پاک ﷺ کی سیرت پڑھا کرو اور محبت کا اعجاز یہ ہے کہ محبت سیرت آشنا کر دے گی۔ محبت کتاب سے نہیں بلکہ عطا سے ملتی ہے۔ یہ

بات یاد رکھنے کی ہے۔ محبت کا اعجاز یہ ہے کہ محبت مزاج آشنا کر دے گی۔ مزاج کتاب سے نہیں ملے گا بلکہ توجہ سے ملے گا، آپ ؐ کی مہربانی سے ملے گا اور یہ مہربانی آج بھی ہے اور جیسا کہ میں نے پہلے بتایا تھا کہ آنحضور ﷺ کی جو حدیث کتابوں میں ہے وہ بھی حدیث ہے اور آج بھی حدیث جاری ہے۔ جن جن لوگوں سے حضور پاک ﷺ جو کچھ فرما رہے ہیں اور آج کل فرما رہے ہیں، وہ بھی حدیث ہے۔ آپ ؐ کی یاد اور آپ ؐ کی سیرت اور آپ ؐ کے وصال کے بعد کی سیرت جو ہے یہ آج بھی جاری ہے۔ تبھی تو آپ قیامت تک کے لیے ہیں بلکہ قیامت سے بھی بعید کے لیے۔ اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے آپ ؐ کا سایہ موجود رہے گا۔ اس بات کو ذہن میں رکھو۔ میں نے پہلے بھی آپ کو بتایا تھا کہ اگر حضور پاک ﷺ ایک دور سے شروع ہوتے ہیں اور ایک دور پر ان کا وصال ہو جاتا ہے تو گزرے ہوئے دور پر اتنی بڑی عمارت بنانا آپ کے بس کی بات نہیں۔ آپ ؐ کا دور ساتھ ساتھ چل رہا ہے اور پھر درمیان میں ایک پردہ بھی ہے۔ یہ پردہ کیا ہے؟ اس کو اس طرح سمجھیں کہ آپ سمندر کے کنارے بیٹھے ہیں اور سمندر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ایک ابدی زندگی ہے۔ وہ جو پہلے گیا یا بعد میں گیا وہ برابر ہے، سمندر تو وہی ہے۔ جب زمان و مکاں سے آگے آ گئے تو وہاں پر تو وقت بھی نہیں ہے،

وہاں کوئی سیکنڈ نہیں ہے' وہاں کوئی منٹ نہیں ہے۔ وہاں کے لمحات ہی اور ہیں۔ اس لیے یہ جو فاصلے ہیں ہماری نگاہ میں' یہ فاصلے ہمارا پردہ ہی ہیں' آج ہم ہیں اور پھر ایک دن ہوگا کہ ہم نہیں ہوں گے۔ اب آپ کے لیے نیا مسئلہ یہ ہوگیا کہ اس ہونے اور نہ ہونے کے باوجود آپ حضور پاک ﷺ کی محبت میں رہو۔ اس طرح آپ حضور پاک ﷺ کے قریب آ سکتے ہو۔ ہونے اور نہ ہونے کا مطلب کیا ہے؟ یعنی وصال کے وقت بھی' موت کے وقت بھی اور غم کے وقت بھی جس شخص کی محبت میں فرق نہ آیا وہی شخص حضور پاک ﷺ کی محبت کے قریب ہوگا اور جس شخص میں خوشی' غمی اور موت کے وقت فرق آ جائے وہ اس محبت کے قریب نہیں آ سکتا۔ اور اگلی بات یہ بتا رہا ہوں کہ کبھی حضور پاک ﷺ سے آپ کی ملاقات ہو جائے اور اللہ کرے ضرور ہو جائے تو وہ شخص جو حضور پاک ﷺ سے کسی دنیاوی آرزو کا سوال کرے اس کو محبت نہیں ہوگی۔ مقصد یہ کہ وہ جدا ہونے والا آدمی ہوگا' کوئی نقلی آدمی ہوگا کہ وہ آپؐ سے روشنی لے کر جانا چاہتا ہے۔ تو حضور پاک ﷺ کی محفل سے کسی کام کی غرض سے اٹھ کر جانے والا اس محفل کا آدمی نہیں رہے گا۔

حضور پاک ﷺ سے محبت کرنے والا کون ہے؟ جس کو آپؐ کا

عشق نصیب ہو جائے وہ باقی عشقوں کو بھول جاتا ہے اور وہ باقی فرائض بھی بھول جاتا ہے' ایسے شخص کے فرائض بدل جاتے ہیں' اس کا عنوان بدل جاتا ہے اور اس کے واقعات بدل جاتے ہیں۔ اس لیے اس بات کا ضرور خیال رہے کہ حضور پاک ﷺ کی زندگی کیا ہے۔ حضور پاک ﷺ سے محبت کرتے کرتے ایک وقت ایسا آ جاتا ہے کہ یہ محبت آپ کو جلوہ گر نظر آتی ہے۔ ایسا ہو سکتا ہے۔

خواب کو رفعت ملے' بے بال و پر کو پر ملے
نعت پیغمبرؐ سے جب عرفان پیغمبرؐ ملے
اس نظر سے فاصلے صدیوں کے بھی حائل نہیں
اپنے درویشوں سے وہ ہر دور میں آ کر ملے

یہ جلسہ وجلوس سب اس لیے ہے کہ آپ کو ابھی عرفان اور ادراک نہیں ہو رہا۔ عجیب بے ترتیبی ہے' بیل گاڑیاں' ہلہ گلہ' بھاگم دوڑ' ہے جمالو ...... میرا تو شہر ہی چھوڑ جانے کو دل کرتا ہے۔ میں چونکہ سخت بات نہیں کہتا بلکہ نرم بات کرتا ہوں حقیقت یہ ہے کہ یہ سب کچھ' سارا تمہارا اپنا ہی بنایا ہوا ہے اور اس میں حضور پاک ﷺ کے مزاج کی بات نہیں ہے' جو کچھ آپ کر رہے ہو اور جس طرح آپ کرنا چاہتے ہو۔ اب تو اس میں حکمران بھی شامل

ہونے لگے ہیں۔ اگر حکمران سچا نہ تو اسے حضور پاک ﷺ کا نام لینا ہی نہیں چاہیے کیونکہ پہلی بات جو اس دین کے اندر حضور پاک ﷺ نے فرمائی ہے وہ صداقت اور امانت ہے۔ بادشاہ میں یہ بات ہونی چاہیے کہ جس کی امانت ہو اس کو واپس کرے۔ عوام کی جو چیز ہے وہ عوام کو واپس ہونی چاہیے۔ صداقت کا معنی یہ ہے کہ اس سٹیج پر کوئی Statement ' کوئی بیان غلط نہ ہو۔ اخباری بیان بھی غلط نہ ہو۔ تو یہ دو باتیں ہیں صداقت اور امانت جو اس دین کے آغاز سے بھی پہلے موجود تھیں اور یہ دو باتیں حضور پاک ﷺ کے نبوت کے اعلان سے پہلے ہی مشہور تھیں کہ آپ صادق ہیں' صادق الوعد ہیں اور امین ہیں اور آپؐ نے کافروں کو یہ بات تسلیم کرائی کہ اگر میں یہ کہوں کہ پہاڑ کے پیچھے سے دشمن آ رہا ہے تو کیا تم مان لو گے؟ سب نے کہا جی ہاں۔ ''اگر'' کا جو لفظ ہے اس پر غور کریں۔ بڑے خوب صورت انداز سے آپؐ نے بات فرمائی۔ ''اگر میں یہ کہوں کہ دشمن آ رہا ہے'' جو کہ تمہیں معلوم ہے کہ نہیں آ رہا ہے تو تم کیا کہو گے؟ کافروں نے کہا ہم آپ کی بات مان لیں گے۔ مطلب یہ کہ آپؐ نے صداقت کا اتنا اعتماد پیدا کر لیا کہ اگر غیر صادق بات کریں تب بھی صداقت ہے۔ تو صادق کی بات ہی صداقت ہوتی ہے۔ حضور پاک ﷺ نے یہ ثابت کر دکھایا۔ کیا بات ثابت کی؟ کہ

صادق کی بات صداقت ہے۔ جو آپؐ فرمائیں وہ صداقت ہے دنیا کی جو صداقتیں ہیں ہم ان کو Verify کرتے ہیں اور تجزیہ کرتے ہیں۔ مثلاً کوئی یہ کہے کہ آپ کے گھر کے باہر ایک آدمی آیا ہوا ہے' اگر آپ کو کوئی شک ہے تو باہر جا کر دیکھ لو' اگر کوئی شخص نہیں آیا ہوگا تو وہ کہنے والا سچا نہیں ہوگا اور آیا ہوگا تو کہنے والا سچا ہوگا۔ یہ تو وہ بات ہوئی جس کا ہم تجزیہ کر سکتے ہیں اور جس کا ہم جائزہ لے سکتے ہیں اور جس کا ہم ثبوت مہیا کر سکتے ہیں۔ ایسی باتوں میں تو آپ صداقت پر غور کر سکتے ہو۔ لیکن جب یہ کہا جائے کہ کیا اللہ ہے؟ تو اس کا کیا ثبوت! یہاں پر پیغمبرؐ کی ذات پر اعتماد کے بغیر چارہ نہیں۔ اگر کوئی پوچھے کہ اللہ کا ثبوت کیا ہے؟ تو پیغمبرؐ فرماتے ہیں کہ اللہ ہے اور چونکہ یہ بات میں کہہ رہا ہوں اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ اللہ ہے اور بس اللہ ہے۔ لہٰذا نہ ثابت ہو سکنے والی بات بھی اعتماد شخصیت کے ذریعے ثابت ہو سکتی ہے۔ تو آپؐ کی ذات اتنی معتبر ہے کہ آپؐ کا فرمایا ہوا مستند ہے۔ آج تک کسی کو اللہ کا ثبوت نہیں ملا اور آج تک لوگ مانتے چلے آ رہے ہیں کہ اللہ ہے۔ یہ اس لیے کہ فرمانے والا سچا ہے۔ تو حضور پاک ﷺ کے قول کی خوبی یہ ہے کہ آپؐ نے فرمایا اللہ ہے۔ اور اللہ کا ثبوت نہیں ہے' اللہ کے واقعات نہیں ہیں اور اللہ ہمارا تجربہ نہیں ہے اور اللہ ہم نے دیکھا

نہیں ہے۔ اب ایک دفعہ حضور پاک ﷺ نے فرمایا ہے تو بس ٹھیک ہے' اللہ ہو گا۔ پھر وہ فرماتے ہیں کہ اس کو سجدہ کرو' تو یہ بھی ٹھیک ہے اور اللہ حضور پاک ﷺ پر درود پڑھتا ہے' یہ بھی ٹھیک ہے۔ آپ غور کریں کہ اللہ تعالیٰ نے اتنی دنیا پیدا فرمائی ہے اور صرف ایک ذات پر درود بھیجتا جا رہا ہے' تو حضور پاک ﷺ کی بات اس حد تک صداقت ہے کہ وہ جو کہیں وہ سچ ہے۔ تو یہ بات حضور پاک ﷺ کی ذات پر اعتماد کے بغیر ممکن نہیں۔

پھر جب معراج شریف کا واقعہ ہوا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ تمہارے نبیؐ یہ بات کہہ رہے ہیں۔ تو انہوں نے کہا جب آپؐ فرما رہے ہیں تو ٹھیک ہے' ایسا ہی ہوگا اور یہی ایک راز ہے کہ جو بات حضور پاک ﷺ فرما رہے ہیں وہ ایسا ہی ہوگا۔ تو بہت سی باتیں ہیں جن کا ثبوت مہیا کرنا مشکل ہے۔ مثلاً مرنے کے بعد ایک زندگی ملے گی۔ اس کا ثبوت کسی کے پاس نہیں۔ کبھی کوئی مرا ہوا بندہ آپ کے پاس نہیں آیا ہوگا کہ وہاں یہ یہ ہو رہا ہے۔ لیکن مرنے کے بعد کی زندگی ایمان ہے۔ ایسا ایمان جس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اللہ اور اس پر اعتماد تو ہے لیکن جس کا ثبوت نہیں ہے۔ ایسے فرشتے ہیں جن کا ثبوت نہیں ہے۔ ایسے جبرائیل ہیں جن کا ثبوت نہیں ہے۔ یہ سب ایمان ہی ایمان ہے' ایمان ہی ایمان ہے۔ یہ ایمان

حضور پاک ﷺ کی صداقت والی شخصیت پر اعتماد کی وجہ سے ملا اور یہ حضور پاک ﷺ کا اعجاز ہے۔ آپؐ کا سب سے بڑا اعجاز یہ ہے کہ حضور پاک ﷺ نے خدا کو ایسا منوایا کہ جیسے ہم دیکھ رہے ہیں حالانکہ ہم نے دیکھا نہیں ہے۔

تو آپؐ کی ذات پر اس طرح کا اعتماد ہونا چاہیے اور صرف جلوس نکالنے سے بات نہیں بنتی۔ اس جلوس میں مجھے ایک اچھی بات نظر آتی ہے کہ عید میلاد النبی ﷺ کا جلوس ہو اور داتا صاحبؒ پر جا کر ختم ہو۔ اس بات سے داتا صاحبؒ کا حضور پاک ﷺ سے کوئی رشتہ ضرور ثابت ہوتا ہے۔ ورنہ اس مقام پر جانے کا کیا سبب ہے۔ تو غالباً یہ ایک ہی واقعہ ہے کہ داتا صاحبؒ مظہرِ نورِ خدا ہیں۔ پھر اس میں ایک اور بات دیکھو کہ جب جاننے والے منانے کا کوئی پروگرام نہیں بنا رہے تو نہ جاننے والے کچھ نہ کچھ تو کریں گے۔ نہ جاننے والے ہلہ گلہ چاہتے ہیں، رونق چاہتے ہیں۔ اس لیے جاننے والوں کو چاہیے کہ کوئی نہ کوئی فنکشن جو حضور پاک ﷺ کے نام کا ہو اور اسے بڑے مقدس انداز میں ضرور کیا کریں تا کہ لوگوں کے اندر شعور پیدا ہو ورنہ لوگ تو یہی کچھ کرتے رہیں گے، بیل گاڑی، زندہ باد، مردہ باد اور ڈھول ڈھمکے کرتے رہیں گے۔ اس سے بچنا چاہیے۔ اب تو بزرگوں کے عرس پر بھی ایسا ہوتا ہے مثلاً دھمال ہے، دھمال اسلام کے شعائر اللہ میں سے تو نہیں

ہے۔ مادھولال حسینؒ کے دربار آپ کبھی گئے ہوں تو عجیب وغریب منظر ہوتا ہے، یہ اسلام کی بات نہیں ہے۔ اسلام کے اندر تو یہ واقعہ ہے کہ جب حضور پاک ﷺ کی یاد منانی ہو تو ہمیشہ یاد رہنی چاہیے، ہمیشہ ہی مناؤ اور اس طریقے سے مناؤ کہ اس کے اندر سنجیدگی پیدا ہو اور تقدیس پیدا ہو اور ادب پیدا ہو تاکہ بچوں کے اندر اور نئی نسل کے اندر روشنی پیدا ہو، یہ نہ کہ آپ اسے بے ترتیب کر دو۔

اس جلوس سے حکومت والوں نے بھی فائدہ اٹھایا۔ اس سے حکومت کچھ دیر پا ہو جاتی ہے، لوگ سمجھتے ہیں کہ حکمران نیک لوگ ہیں، حضور پاک ﷺ کے جلوس میں شامل ہوتے ہیں، لوگ جھنڈیاں لے کر دیتے ہیں، ایسا شخص مہنگا بیچتا ہے اور بھائیوں کو نقصان پہنچاتا ہے، گھٹیا مال فروخت کرتا ہے اور مال میں ملاوٹ کرتا ہے، لیکن جھنڈیوں کے پیسے ضرور دیتا ہے کہ میلادالنبیؐ پہ لگا دو۔ ایسے آدمی کو اتنا کہو کہ غور کرے کہ وہ حضور پاک ﷺ کی امت کے ساتھ کیا کر رہا ہے۔

ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ دیکھ بھئی تیرے کارخانے کی بنی ہوئی چائے ہم نے پی ہے لیکن اس میں کوئی ذائقہ نہیں نکلا۔ کہتا ہے گلہ نہ کیا کر، تیرے کارخانے کی بنی ہوئی ہلدی میں بھی تو کھا رہا ہوں جو بالکل

زہر ہے۔ کھانا آپ نے دو وقت کا ہی کھانا ہے پھر رخصت ہو جانا ہے۔ کوئی آدمی آج تک ایسا نہیں ملا جو چار وقت کھانا کھا سکے۔ آپ کے معدے تو ویسے ہی خراب ہیں' آپ خوراک کی بجائے دوائی کھاتے رہتے ہو۔

ضرورت کے بعد آنے والا پیسہ صرف نظر آتا ہے محسوس نہیں ہوتا' ضرورت تک پیسہ پیسہ ہے لیکن ضرورت کے بعد آنے والا پیسہ بیکار سی چیز ہے' آتا ہے جاتا ہے۔ ایک آدمی نے مجھ سے کہا کہ میرا کاروبار نہیں چلتا تھا ہمارے پیر صاحب نے دعا کی اور کہا پھل فروٹ بیچو۔ میں نے فروٹ کی دوکان کھول لی۔ پہلے خربوزے بیچے' پھر دوسری چیزیں۔ اب اللہ کے فضل سے میری اپنی دوکان ہے اور روزانہ ہزار روپے کی آمدن ہو جاتی ہے' Sale بڑھتی ہے' رونق لگی ہے۔ اب وہ کرتا یہ تھا کہ بیس روپے والی چیز پچاس روپے میں بیچتا تھا۔ اب اپنے بھائی سے زیادہ منافع اپنے پیر صاحب کا نام لگا کر لیتا تھا۔ اس میں نہ تو پیر خوش ہوتا ہے اور نہ حضور پاک ﷺ خوش ہوں گے۔

کہیں تم حضور پاک ﷺ کے نام پر حضور پاک ﷺ کے بتائے ہوئے راستے کے علاوہ نہ چل پڑنا۔ اس بات کا بڑا اندیشہ ہے' اس کا خیال کرنا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یاد مناتے ہوئے آپ بہک جاؤ اور پھر کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمیشہ کے لیے آپ پر یادیں منانے کی پابندی لگ جائے۔ آج جس

طرح ہوتا ہے داتا صاحبؒ کے عرس پر کہ عرس منانے والے کسی آدمی نے ''کشف المحجوب'' نہیں پڑھی۔ منانے والے بھاٹی گیٹ تک جلیبی کھا کے آ گئے اور کہتے ہیں سبحان اللہ! کیا جلیبی ہے۔ اب آپ ہی بتاؤ جلیبی سے کیا تعلق داتا صاحبؒ کا۔ پھر کہتا ہے کہ چلو رونق میلہ بھی دیکھیں۔ اب اس نے رونق میلے کا نام داتا صاحبؒ رکھ دیا ہے۔ اگر آپ کو حضور پاک ﷺ کی یاد حضور پاک ﷺ کے قریب نہیں لے کے جا رہی تو پھر آپ کو احتیاط کرنی چاہیے اور غور کرنا چاہیے۔ آج کے دن کوئی شخص یہ وعدہ کر لے کہ میں حضور پاک ﷺ کی خوشنودی کے لیے ہمیشہ باوضو رہوں گا۔ سبحان اللہ! پھر آج کا دن اس کے لیے مبارک ہو گیا۔ کوئی شخص یہ کہے کہ میں آج نصف شب کو حضور پاک ﷺ کے نام کے دو رکعت نفل ضرور پڑھوں گا اور میں فلاں وقت درود شریف ضرور پڑھوں گا اور یہ کہ آپؐ نے فرمایا ہے تو میں تقلید کرتا ہوں اور میں بھائی کو معاف کرتا ہوں اور یہ کہے کہ ایک آدمی کو میں نے تکلیف دی تھی اور آج کی وجہ سے میں اس سے معافی مانگ لیتا ہوں۔ ایسی صورت میں آج کا دن مبارک ہے۔

آپ غصہ بھی کرتے ہو' لالچ بھی کرتے ہو' نفرتیں بھی کرتے ہو' مال جمع کرتے ہو' اس کی گنتی بھی کرتے ہو' دنیا کی آرزو کے پیچھے بھاگے

دوڑتے پھرتے ہو اور پھر حضور پاک ﷺ کی محبت کا نام بھی لیتے ہو یہ سب اتنا مکینیکل نہیں ہے یعنی یہ محبت مشین کی طرح نہیں ہے۔ آپ کا دل کہے اور آپ کی روح کہے کہ ''الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ'' ﷺ۔ تو یہ درود شریف پڑھا جائے، غور سے پڑھا جائے، آنسوؤں سے پڑھا جائے۔

بات اتنی ساری ہے کہ آپ سب درود شریف پڑھو اور ہر آدمی حضور پاک ﷺ سے دعا کرے کہ یا رسول اللہ ﷺ امت پر رحم فرمائیں۔ اب وقت ایسا آ گیا ہے کہ انتشار ہو گیا ہے، آدمی، آدمی سے الگ ہو گیا ہے، فرقہ، فرقے سے الگ ہو گیا ہے، ایک دوسرے سے طبقے الگ الگ ہو گئے ہیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ ملت مٹ جائے۔

دعا یہ کرو کہ یا رب العالمین! یا رسول اللہؐ! امت کو اکٹھا فرمائیں، ملت کو اکٹھا فرمائیں، ان کو پھر عہد رفتہ کی طرف رجوع عطا فرمایا جائے۔ جس طرح آپ ﷺ پہلے رحمۃ اللعالمین بن کے تشریف لائے ہیں اسی طرح آج آپ ﷺ کی یاد رحمۃ اللعالمینی کرے تاکہ ہمارے اندر سارے انتشار دور ہو جائیں۔ یہ دعا کیا کرو۔ حضور پاک ﷺ کی سب سے بڑی شان یہ ہے کہ آپؐ غریبوں میں غریب ہیں اور بادشاہوں میں بادشاہ۔ آپ جس انداز سے Approach کرو گے آپ کو حضور پاک ﷺ کی شان ملے

کی محبت سے کرو' دل سے دنیاوی آرزو نکال دو' پھر اللہ تعالیٰ اور اللہ کے حبیب ﷺ آپ پر رحم فرمائیں گے۔

سب سے بڑی دعا یہ ہے کہ یا اللہ ہمیں اپنے محبوب ﷺ کی محبت عطا فرما۔ یارب العالمین رحم فرما! یا اللہ تعالیٰ اس امت پر' ملت پر رحم فرما۔ حضور پاک ﷺ کی محبت کے چراغ روشن ہوں۔ واقعی چراغوں میں حضور پاک ﷺ کی محبت روشن ہو۔ یا اللہ ہم خالی تقریب منانے والی قوم نہ بن جائیں' خالی جلوس نکالنے والی قوم نہ بن جائیں' خالی جلسے کرنے والی قوم نہ بن جائیں۔ ان جلسوں اور جلوسوں میں اگر وہ روح ہے تو یہ جاری رہیں' اگر نہیں ہے تو انہیں بند کرا۔ یارب العالمین! یا اللہ یا اللہ! روح والی بات نافذ فرما تا کہ صداقت کے ساتھ اسلام کا بول بالا ہو۔ امین۔

صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه و نور عرشه سیدنا و مولانا حبیبنا و شفیعنا محمد و آله و اصحابه اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

حضور پاکؐ کی محبت

سوال:

ہم نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ سب ادا کرتے ہیں لیکن سب کے دل میں حضور پاک ﷺ کی محبت کیوں داخل نہیں ہوتی؟

جواب:

حضور پاک ﷺ کا عشق ہر مسلمان کو عطا نہیں ہوتا کیونکہ یہ ایک مقام ہے درجوں کا۔ جس طرح آپ کہتے ہیں کہ صالحین اور شہداء الگ الگ درجے ہیں، اولیاء الگ درجہ ہے، پیغمبر اور امتی الگ درجہ ہے حالانکہ پیغمبر اور امتی دونوں ہی اسلام میں ہیں۔ شروع زمانے میں دونوں ساتھ رہتے تھے، جہاں پر حضور پاک ﷺ ہیں وہیں پر صحابہ کرامؓ ہیں لیکن درجے میں بہت فرق ہے۔ وہیں ایسے لوگ بھی تھے جنہوں نے حضور پاک ﷺ کو دیکھا اور محبت نہ کی اور ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے نہیں دیکھا اور محبت کی ہے۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کے کام ہیں کہ جس کو چاہے محبت عطا فرما دے اور جس کو چاہے

اس کی آنکھ دیکھے بغیر بھی دیکھ لے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ خاص عطا آج تک چلی آ رہی ہے کہ آپؐ کے چاہنے والے آج تک۔ چلے آ رہے ہیں اور محبت عطا ہوتی جا رہی ہے۔ یہ ہر ایک کے نصیب میں نہیں ہے ؂

سرمد غمِ عشق بوالہوس را نہ دہند
سوزِ دلِ پروانہ مگس را نہ دہند

پروانے کا نصیب اور ہے، مگس کا نصیب اور۔ اللہ نے نظام چلانا ہوتا ہے۔ ساربان کی کیفیت اور ہے، کاروبار والے کی اور کیفیت ہے۔ اگر سب لوگ سب کچھ چھوڑ کر اللہ کے ہو کر بیٹھ جائیں تو بازار کون چلائے گا۔ اگر ایک آدمی کار چلا رہا ہے اور وہ عشق میں گم ہو جائے تو گاڑی حادثے کا شکار ہو جائے گی۔ تو ایسے شخص کو گاڑی، پٹرول، سڑک وغیرہ کا شعور دیا جاتا ہے۔ اس کا علم صرف یہی ہے۔ اگر تم اسے عشق کی منزل پر چلا دو تو کاروبار کون چلائے گا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے کچھ روحوں کو وقف کر رکھا ہے اپنے کام کے لئے اور ان پر یہ منزلیں آشکار ہوتی ہیں۔ ان کے لئے دنیا کا کاروبار اور چیز ہے۔ ان کے لئے کائنات بولتی ہے، نجوم بولتے ہیں، واقعات بولتے ہیں، غور وفکر ہوتا ہے، رات کے فاصلے سمٹ جاتے ہیں۔ ہر دور کے ساتھ ان کا تعلق ہو جاتا ہے۔ ان کے لئے پھر خاص محفلیں ہوتی ہیں۔ یہ ہر ایک کے

لئے نہیں ہوتا' ہر چیز ہر آدمی کے لئے نہیں ہے ورنہ یہ سوال بھی بن سکتا ہے کہ اللہ کے پیدا کئے ہوئے ہر انسان کو اللہ سے محبت ہونی چاہیے تھی۔ یہ ایک راز ہے۔ خیر بھی ادھر سے ہے اور شر بھی۔ اللہ کو ماننے والا بھی ادھر سے ہے' ولی اللہ بھی ادھر سے ہے اور عدو اللہ بھی اس کا ہے۔ اللہ سے تم نہیں پوچھ سکتے کہ تم نے ایسا کیوں کیا۔ بلکہ اللہ تم سے پوچھے گا کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ اللہ نے آپ سے جنات کی محفل کا ذکر نہیں کیا بلکہ انسانوں کی محفل کی بات بتائی ہے کہ یہ انسان ہیں' یہ مومن ہیں' یہ کافر ہیں۔ سب کے درجے بتائے ہیں کہ یہ منافق ہیں' یہ حضور پاک ﷺ سے محبت کرنے والے ہیں اور یہ لوگ ہیں جو سرے سے خدا کو مانتے ہی نہیں۔ اگر اللہ سے ''کیوں'' کا لفظ پوچھا تو پھر خرابی ہو جائے گی۔ اللہ کے باب میں اور دین کے باب میں ''کیوں'' نہ پوچھنا۔ پھر سارا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ جو لوگ آپ سے پہلے آئے اور دین میں مکمل تھے انہوں نے کبھی ''کیوں'' نہیں پوچھا۔ کسی نے آج تک نہیں کہا کہ شیطان کو کیوں بنایا ہے یا شیطان کو معافی ملنی چاہیے۔ بزرگوں نے یہ ضرور کہا کہ وہ خود ہی فرعون بناتا ہے اور خود ہی موسیٰؑ' یہ اس کے کام ہیں۔ تمہارا کام ہے دیدار' ہمارا کام ہے حضور پاک ﷺ سے محبت کرتے جانا۔ جب محبت اصل میں داخل ہو جاتی ہے تو وہ انسان آگے چلتا جاتا ہے۔ یہ

الگ لوگ ہیں۔ یہ دل والے لوگ ہیں۔ کسی کو دل والا بنایا' کسی کو دماغ والا بنایا' کسی کو نفس والا بنایا۔ اگر کسی بزرگ کے پاس جاؤ یا عرس پر جاؤ تو ہر قسم کا آدمی وہاں ملے گا۔ داتا صاحبؒ کے عرس پر جلیبی اور اندرسے بنانے والا کون ہے؟ گجرات سے آ کر برتن بیچنے والا کون ہے؟ تھیٹر والا کون ہے؟ قوالی والا بھی آ گیا ہے۔ قوال کلام فارسی میں گا رہا ہے اور لوگ پیسے دیتے جا رہے ہیں۔ اندر مولوی صاحب تقریر کرتے جا رہے ہیں۔ پھر گورنر یا وزیر اعلیٰ چادر چڑھانے آ رہے ہیں۔ لنگر تقسیم ہو رہا ہے۔ دودھ کی سبیل چل رہی ہے۔ صرف چند آدمی ہوں گے جو علیحدہ بیٹھ کے داتا صاحبؒ سے بات کریں گے' داتا صاحبؒ فرمائیں گے اصل بات یہ ہے کہ میرے لئے تو کوئی نہیں آیا' یہ سب باتیں فالتو ہیں' یہ باتیں میری ہیں ہی نہیں' ان باتوں کے لئے ہم نہیں آئے تھے' یہ تو لوگوں نے کاروبار کے لئے باتیں بنالی ہیں۔ اس کا صرف ایک فائدہ ہے کہ غریب لوگوں کو روزگار ملتا جا رہا ہے۔ عرس ختم ہوتے ہی دودھ میں پانی کی مقدار بڑھ جاتی ہے اور وہ کمی بھی پوری کر لیتے ہیں جو عرس کی وجہ سے ہوئی تھی۔ کوئی آدمی ایسا نہیں ملے گا جو عرس پر تو خالص دودھ دے رہا ہو مگر باقی سارا سال بھی خالص دودھ دے۔ ایسا کوئی نہیں ملے گا۔ عرس کی شام قریب کی پولیس چوکی سے پتہ کرو کہ کتنے جیب کترے

پکڑے گئے، کہتا ہے پینتیس ۔ یہ تو صرف پکڑے جانے والے تھے ۔ یہ سارے ہی مسلمان ہیں اور داتا صاحبؒ کو ماننے والے ہیں ۔ ماننے والوں میں جاننے والوں کی عام طور پر کمی ہوتی ہے ۔ داتا صاحبؒ کو جاننے والا ایک شخص تھا جوان کو بڑی دیر کے بعد میسر آیا۔ وہ خواجہ غریب نوازؒ تھے جنہوں نے فرمایا ۔

گنج بخشِ فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا
ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را رہنما

اور پھر انہوں نے اجمیر شریف جا کر اپنا یہ قول ثابت کر دیا۔ پرتھوی راج کی حکومت کو محمد غوری کے ذریعے فتح کرایا۔ یہاں سے مسلمانوں کے پہلے قدم کا آغاز کرایا۔ وہاں سے پھر اجودھن کو پاک پتن بنایا اور یہاں سے جا کر دہلی پر مسلمانوں نے قبضہ کیا۔ فقراء آتے گئے اور مسلمانوں کی تعداد بڑھتی گئی۔ اسی تعداد کے حساب سے آپ کو پاکستان نصیب ہوا۔ علماء صرف بیان کرتے جاتے ہیں ۔

لبھاتا ہے دل کو کلامِ خطیب
مگر لذتِ شوق سے بے نصیب

علماء کے پاس خالی بیان ہے اور بیان برائے بیان ہے اور فقراء کے

ہاں کیفیت ہے۔ حضور پاک ﷺ کی زندگی کی شرح کرنے والے سب لوگ حضور پاک ﷺ سے محبت کرنے والے نہیں ہوتے ۔

حضورِ اکرمؐ کی زندگی پر کتابیں لکھنا نہیں ہے عرفاں
کہ ایک کافر کتاب لکھ کر نہ آج تک ہو سکا مسلماں

کافروں نے حضورِ اکرم ﷺ پر کتابیں لکھیں ہیں، ہندو نے نعت کہی ہے، لیکن ہندو ہی رہا ہے۔ حضور پاک ﷺ کے دین کا ماننا، حضور پاک ﷺ کی ذات کو ماننا اور حضور پاک ﷺ کے خیال کو ماننا، کم لوگوں کے نصیب میں آیا ہے۔ اس لئے میں آج آپ کو ایک نئی بات بتا رہا ہوں کہ یہ ضروری نہیں کہ نعت کہنے والا محبت کرنے والا بھی ہو اور نعت سننے والا بھی ضروری نہیں کہ محبت والا ہو حالانکہ نعت Pure محبت کا تحفہ ہے۔ یہاں پر بھی ملاوٹ ہو گئی ہے۔ نعت میں بھی ملاوٹ ہو گئی ہے۔ جامیؒ محبت میں نعت کہے گا، رومیؒ محبت میں نعت کہے گا، کچھ اور لوگ بھی محبت میں کہیں گے، باقی لوگ الفاظ کی بھرتی کرتے جائیں گے۔ ایسا ہوا ہے کہ ایک آدمی ایک دور میں نعت کے خلاف تھا اور جب کوئی اسلامی زمانہ آیا تو نعت لکھنی شروع کر دی۔ لوگ حاکمِ وقت کے مطابق چلتے ہیں، نعت کا زمانہ آ جائے تو نعت کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جن لوگوں پر حضور پاک ﷺ کا فیض ہو، جب وہ

نعت کہتے ہیں تو وہ اور ہی نعت ہوتی ہے۔ شیخ سعدیؒ تین دن تک یہ تین مصرعے لے کر پھرتے رہے ؎

بلغ العلیٰ بکمالہ

کشف الدجیٰ بجمالہ

حسنت جمیع خصالہٖ

اس سے آگے کوئی مصرعہ نہیں آتا تھا۔ وہ روتے رہے اور پھرتے رہے۔ پھر آپؒ کو حضور پاک ﷺ کا مشاہدہ ہوا، دیدار ہوا۔ آپؐ نے فرمایا آگے لکھو ؎

صلوا علیہ و آلہٖ

تو یہ ہوتی ہے محبت کی بات۔ یہ الگ بات ہوتی ہے۔ ہر ایک کو نصیب نہیں ہوتی۔ یہ عطا ہوتی ہے۔ اگر اللہ مہربان ہو جائے تو حضور پاک ﷺ کی محبت مل جاتی ہے اور حضور پاک ﷺ کی مہربانی ہو جائے تو عبادت ملنا شروع ہو جاتی ہے۔ پس ان دونوں کی بات ہے۔ زمین سے اللہ کی طرف پیغام جاتا ہے لا الہ الا اللّٰہ اور اوپر سے آواز آتی ہے محمد رسول اللّٰہ حضور پاک ﷺ کے پاس جائیں تو لا الہ الا اللّٰہ اور اللہ کے پاس جائیں تو محمد رسول اللّٰہ۔ سارا کھیل یہیں ہے۔ یہ دو جگ کا کلمہ ہے۔ توحید صرف اس کو سمجھ آئے گی جس کو بات رسالت سے سمجھ آئے گی، رسالت اس کو

سمجھ آئے گی جس کو توحید نے بتایا۔ اپنی آنکھ سے دیکھا تو آپ ہی آپ نظر آیا'
تیری آنکھ سے تجھے دیکھا تو تُو ہی تُو نظر آیا۔ اللہ کی آنکھ سے دیکھو...... پھر
آپ کو بات سمجھ آنا شروع ہو جائے گی۔ صرف بیان سے محبت نہیں ہوتی۔

❀❀❀

فرمودات

عقیدوں اور نظریات سے محبت نہیں ہوسکتی۔ محبت انسان سے ہوتی ہے۔ اگر پیغمبرؐ سے محبت نہ ہو تو خدا سے محبت یا اسلام سے محبت نہیں ہوسکتی۔

☆ ☆ ☆

کلمہ طیّب ایک عہد ہے۔ ایک وعدہ ہے کہ ہم اللہ کے علاوہ کسی کو معبود نہیں مانیں گے اور اللہ کے محبوب ﷺ کو ہر حال میں آخری نبی مانیں گے۔

☆ ☆ ☆

مناسب ہے کہ انسان وعدہ کرنے سے پہلے غور کر لے۔ لیکن جب وعدہ کرلیا جائے تو اسے ہر حال میں پورا کرنے کی سعی کی جائے۔ اسلام نے ہمیں صداقت کا درس دیا ہے اور سب سے زیادہ صادق الوعدہ ہستی حضور پُر نُور ﷺ کی ہے اور اس ہستی کا ہر وعدہ ہمیشہ پورا ہوا۔ درود و سلام آپؐ کے وعدوں کی صداقت پر۔

☆ ☆ ☆

اللہ کریم کے بارے میں جو علم، تعلیم، اطلاع، خبر اور ارشاد حضورِ انور ﷺ کی زبان سے عطا ہُوا، وہی اللہ کے بارے میں حرفِ آخر ہے۔ کسی اور مذہب کا کوئی اور بیان، جو ماسوائے بیانِ پیغمبرؐ ہوگا، ہمارے لیے نہیں ہے۔ مثلاً اللہ کو کسی ایسے اسم سے پکارنا جس کی سند حضورِ انور ﷺ سے نہ ملی ہو، مناسب

نہیں ۔ پیر کو اللہ اور اللہ کو پیر کہنا نامناسب ہے۔ اللہ کریم کی جو صفاتِ عالیہ حضور ﷺ نے بیان فرما دی ہیں' بس وہی صفات ہیں ۔ جیسے اس زمانے میں، ویسے ہی آج کے دور میں اور ویسے ہی ہمیشہ ہمیشہ الآن کما کان اللہ کریم کو ہم نے دریافت نہیں کیا ،معلوم نہیں کیا ۔ ہمیں حضور اقدس ﷺ کی ذات نے فرما دیا' ہم نے تسلیم کیا۔ ہم نے سنا اور مان لیا۔

☆ ☆ ☆

کُنْ فَیَکُوْن کی طاقت اللہ کی ہے۔ اللہ کے پاس انسان کا کہا ہوا اللہ کا کہا ہوا نہیں ہوسکتا اِلاّ یہ کہ وہ انسان انسانِ کامل حضورِ اکرم ﷺ کی ذات گرامی ہو۔ وہ ذات جو بغیر وحی کے کلام نہ کرے' اور یہ صفت کسی اُمّتی سے منسوب کرنا مناسب نہیں ۔

☆ ☆ ☆

اللہ اور صرف اللہ کو ماننے اور اس سے تعلّق کا نام اسلام نہیں ۔ حضور اکرم ﷺ کے وسیلے کے بغیر تقربِ الٰہی کا تصور خارج از اسلام ہے۔

☆ ☆ ☆

ہم پر اللہ کی اطاعت فرض ہے۔ اللہ کی عبادت ضروری ہے، لیکن تقربِ حق کا کوئی ایسا دعویٰ' جو حضورِ انور ﷺ کے فرمائے ہوئے میزان کے

علاوہ ہو، بہتان ہے اور اسے غلط ثابت کرنے کا تکلف بھی غیر ضروری ہے۔

☆ ☆ ☆

اللہ ثابت کرنے سے ثابت نہیں ہوتا۔ اللہ کو ماننا ہے، جاننا نہیں ہے۔ یہ تسلیم بغیر ایمان کے نہیں اور ایمان پیغمبرؐ کی صداقت کو تسلیم کرنے کا نام ہے۔ اور یہ تسلیم اطاعتِ شریعتِ محمدؐی ہے۔ اسلام تحقیق سے نہیں، تسلیم سے حاصل ہوتا ہے۔

☆ ☆ ☆

ایک کافر اسلام پر یا حضور ﷺ کی حیاتِ طیبہ پر کتاب لکھ کر تو مومن نہیں ہوسکتا۔ مومن وہ ہے جس کو اعتمادِ شخصیتِ نبیؐ حاصل ہو اور جسے وابستگی نبیؐ حاصل ہو۔

☆ ☆ ☆

زمین و آسمان اور اس کے مابین جو کچھ بھی ہے' اُس کی خیریت کی دعا مانگی جائے تو اپنی زندگی خیریت سے گزر جاتی ہے۔ نفرت کرنے والا انسان دعا سے محروم ہو جاتا ہے۔ سب کی بھلائی چاہنے والا ہی مقبولِ بارگاہ ہے۔ اللہ کو سب سے زیادہ وہ ہستی محبوب ہے، جس کو رحمتِ ہر دو عالمؐ بنا کر بھیجا گیا۔

حضور ﷺ کے وسیلے اور واسطے سے دعاؤں کو مقبولیت عطا ہو جاتی ہے۔

اب احتساب میرے گناہوں کا کس لیے
اب واسطہ دیا ہے تمہارے حبیبؐ کا

☆ ☆ ☆

چہروں کی کائنات میں سب سے زیادہ حسین چہرہ اس مقدس ہستی کا ہے جس پر اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں۔ آپؐ کا چہرۂ مبارک صُورتِ حق کا آئینہ ہے۔ آپؐ کا رُوئے انور اتنی حقیقت ہے کہ خواب میں بھی نظر آئے تو عین حقیقت ہے۔ جس نے آپ کے چہرے کو دیکھا اُس نے چہرۂ حق دیکھا۔ آپؐ کے چہرے کے لیے پیر مہر علی شاہؒ فرماتے ہیں:

سبحان اللّٰه مااجملک مااحسنک مااکملک

آپؐ کا چہرۂ مبارک دیکھنے کے لیے اگر اللہ آنکھ عطا فرمائے تو بات ہے۔ ورنہ ہر آنکھ کی رسائی آپؐ کے چہرے کی رعنائی تک کہاں؟

ہر مسلمان کی مرتے وقت یہی خواہش ہوتی ہے کہ ''میرے مولا! مجھے آپؐ کا چہرہ دکھا۔ رحمت، شفقت، انوار سے بھرا ہوا چہرہ، جو موت کی کربناکیوں سے محفوظ فرمائے''۔

نہ آپؐ کے چہرے سے بہتر کوئی چہرہ ہے، نہ آپؐ کی آنکھ سے بہتر کوئی

آنکھ ہو سکتی ہے۔ آپؐ نے چہرۂ حق دیکھا اور چشمِ حق میں آپؐ ہی محبوب ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ

یہی چہرہ نشانِ وجہہ اللہ
ورنہ رکھتا ہے کیا خدا چہرہ
مصطفٰےؐ آنکھ ہو خدا صُورت
ہو خدا آنکھ، مصطفٰےؐ چہرہ

سلام و درود ہو والضحیٰ کے چہرے کے لیے اور تعظیم اور سجدہ آپؐ کے بنانے اور چاہنے والے احسن الخالقین کے لیے۔

☆ ☆ ☆

خالق کا دعویٰ ہے کہ اس کی رحمت اس کے غضب سے وسیع ہے۔ وہ خالق جو اپنے محبوب کو رحمتہ اللعالمین ﷺ بنا کر بھیجتا ہے، مخلوق پر غضب نہیں کرتا۔ لہٰذا ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ خالق کی طرف سے مخلوق پر ظلم کا اندیشہ محض وسوسہ ہے۔ خالق نے ہدایت بھیجی، پیغمبر بھیجے، سلامتی کے پیغامات بھیجے، رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائیں، مبارک صحیفے اور مقدس کتابیں نازل فرمائیں اور سب سے بڑی بات اپنی رحمتوں کو رحمتِ عالم ﷺ کی ذات میں مجتمع فرما کر مخلوق کے لیے آسرا بنا کر بھیجا۔

☆ ☆ ☆

یہ حقیقت ہے کہ انسانی زندگی کو احساس و لطافت کی دولت رات کو ملتی ہے۔ انسانیت کا عروج راتوں کو ہوتا ہے۔ بیدار راتیں، اشکبار راتیں۔ اور پھر ہر عروج کا انتہائی عروج ''معراج'' رات کا عطیہ ہے۔ اللہ نے اپنے بندے کو رات کے عالم میں 'ہُو کے عالم میں' سیر کرائی مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک' بلکہ مکاں سے لامکاں تک۔ اللہ سیر کرائے اپنے محبوبؐ کو، تو کیا کیا کرشمہ نہ دکھایا ہوگا۔ کون سا زمانہ ہے جو آپؐ کے روبرو نہ لایا گیا ہوگا۔ راکبِ وقت جب زمامِ گردش کھینچ لے، تو کونسی وسعت ہے جو دامنِ رحمت کے سائے سے نہ گزرے اور کون سا زمانہ ہے جو محتاجِ نگاہِ رحمتِ عالم ﷺ نہ ہو۔ رفعتوں اور وُسعتوں کو طے کرنے والی نگاہ میں آج بھی وقت کے فاصلے حائل نہیں۔

☆ ☆ ☆

حادث و قدیم کے بارے میں بڑی بحث ہوتی رہی ہے۔ اللہ قدیم ہے، انسان حادث'...... کوئی انسان جب قدیم نہیں ہو سکتا تو کسی انسان کی حیات بعد ممات بالوجود کیسے تسلیم ہو سکتی ہے۔ اسی بات پر مسلمانوں کے اندر اختلاف رہا ہے۔ حیات النبیؐ کا مسئلہ یہی ہے۔

غور طلب بات یہ ہے کہ قدیم کے بارے میں جتنا علم دنیا میں موجود

ہے، حادث کے ذریعہ سے ہے۔ اللہ کا کلام، اللہ کی صفات، اللہ کے احکامات وارشادات سب انسانوں ہی کے ذریعہ سے ہیں، اب یہ سوچنا چاہیے کہ وہ کون سا مقام ہے جہاں حادث اور قدیم ایک دوسرے سے ہم کلام ہوتے ہیں۔ قدیم جب حادث سے ہم کلام ہوتا ہے، تو کلام بھی قدیم ...... قدیم کا قدیم کلام، حادث کو حادث کیسے رہنے دے گا۔

اللہ کا ارشاد کہ وہ اور اس کے فرشتے نبیؐ پر درود بھیجتے ہیں، اس کی تفصیل کچھ بھی ہو، یہ ایک حقیقت ہے، لیکن غور طلب بات یہ ہے کہ یہ درود کا سلسلہ قدیم نے

۱۔ کب شروع کیا۔

۲۔ کب تک رہے گا یہ سلسلہ۔

اگر حضور ﷺ کی ظاہری پیدائشِ مبارک سے یہ سلسلہ شروع ہوا تو کلام قدیم نہ ہوگا۔ اور اگر یہ سلسلہ آپؐ کے ظاہری وصالِ مبارک پر ختم ہو جاتا ہو، تو بھی یہ کلام قدیم نہ ہوگا۔ ہم ثابت کچھ نہیں کرنا چاہتے۔ صرف یہ عرض ہے کہ قدیم کا عمل بھی قدیم ہے، قدیم کا وجود بھی قدیم ہے، قدیم کی محبت بھی قدیم ہے اور قدیم کا محبوبؐ بھی قدیم ہی ہے۔

حدوث وقِدم کی یہ بحث یوں ختم ہو جاتی ہے کہ

ہے قِدم حدوث سے ماورا
تو قِدم حدوث کا ہے گماں
ہے قِدم کا جلوہ حدوث میں
تو قِدم حدوث کی ضد کہاں؟

☆ ☆ ☆

اللہ نے ہمارے لیے اپنی رحمت کی انتہا کی ہے۔ اپنے محبوبؐ کو ہمارے لیۓ' ہماری رہنمائی کے لیے بھیجا تا کہ ہم اس زندگی کے کرب اور اس کی بے معنی مجبوریوں اور بے مصرف مصروفیتوں سے نکل کر آزادی' دل کی آزادی کی منزلوں کی طرف گامزن ہوں ......

☆ ☆ ☆

عابد اور معبود کے درمیان رشتہ عبادت ہے۔ معبود کے احکامات کی بجا آوری عبادت کہلاتی ہے۔ یہ احکامات اوامر ونواہی کی شکل میں ہمیں پیغمبرؐ کی ذاتِ اقدس اور قرآنِ حکیم کے وسیلہ سے معلوم ووصول ہوتے ہیں۔ ان کی تعمیل بغیر عذر اور تردّد کے عبادت کی اصل ہے۔

مسلمانوں کو عبادات کے مفہوم سے کما حقہٗ آگاہ کرنے کے لیے حضورِ اکرم ﷺ نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں عملی کردار ادا فرمایا۔ عبادت کے

اس مفہوم میں نہ اضافے کی گنجائش ہے، نہ تخفیف کی۔ نماز فرض ہے تو سب کے لیے سب زمانوں میں فرض ہے۔ اسی طرح باقی عبادات۔ اس میں نہ کوئی کلام ہے نہ کسی بحث کی ضرورت۔ احکامِ عبادت میں کوئی ابہام نہیں۔ اس میں کوئی مزید وضاحت درکار نہیں۔ معبود کے احکام جاری ہو چکے ہیں۔ ان کی تعمیل پیغمبرؐ کے زمانہ سے آج تک من و عن جاری ہے۔ ملّتِ اسلامیہ کا عبادت کا طریقہ کار وہی ہے جو حضور پُرنُور ﷺ کے زمانۂ مبارک میں تھا۔

☆ ☆ ☆

حضورِ اکرمؐ ﷺ کی حیاتِ طیبہ ہمارے سامنے ہے۔ آپؐ کا مرتبہ اس کائنات کے تمام مراتب سے بلند ہے۔ آپؐ کی ذاتِ گرامی باعثِ تخلیقِ کائنات ہے۔ آپؐ پر درود و سلام ہو۔ آپؐ نے اپنے منصب کی بلندیوں کے باوجود اپنی زندگی کو اپنے جاں نثاروں کی زندگی کے برابر رکھا۔ آپؐ اللہ کے پاس تشریف لے جاتے ہیں اور لباس میں پیوند ہے۔ آپؐ نے کبھی اپنے پاس مال جمع نہ رکھا، بلکہ آپؐ نے دو وقت کا کھانا محفوظ رکھنا بھی پسند نہ فرمایا۔

☆ ☆ ☆

پیغمبروں کے ذکر میں اس آخری رسولؐ، عزت و شوکت والے پیارے نبی یعنی حضورِ اکرم ﷺ کا ذکر کیسے نہ آئے، آپؐ سے زیادہ دنیا میں کون خوش

نصیب ہوسکتا ہے۔ ایک طرف اللہ اور اس کے فرشتے آپؐ پر درود بھیجتے ہیں' دوسری طرف دنیا میں آپؐ کے جان نثار آپؐ پر درود و سلام اور نعت کے ہدیے پیش کرتے ہیں۔ آپؐ ایسے خوش نصیب ہیں کہ اپنے تو اپنے' بیگانے بھی آپ کو عقیدت کے نذرانے پیش کرتے ہیں۔ آپؐ اتنے خوش نصیب ہیں کہ جو آپؐ کا غلام ہو گیا وہ بھی خوش نصیب کر دیا گیا۔ لیکن غور طلب بات ہے کہ آپؐ کی زندگی کِس کِس راہ سے گزری۔ آپؐ پر کیا کیا وقت آیا۔ کون کون سے مراحل آئے۔ آپؐ سلطان الانبیاء ہیں اور آپؐ پر کوڑا پھینکا گیا۔ آپؐ باعثِ تخلیق کائنات ہیں اور آپؐ پر زمین تنگ کر دی گئی۔ ہجرت پر مجبور ہو گئے۔ آپؐ نے کفار سے پتھر کھا کر اپنے بہنے والے خون سے انہی کفار کے لیے دعائیں لکھیں۔ کسی پر لعنت نہ بھیجی۔ خوش نصیبی کی انتہا ہے کہ پیوند والا لباس زیب تن ہے اور آسمانوں سے بلاوا آتا ہے کہ اللہ اپنے خاص بندے کو آج سیر کرائے گا۔ کیا کیا نہ دکھائے گا، کیا کیا نہ بتائے گا۔ کیا کیا نہ آشکار ہو گا۔ سب کچھ ہو گا۔ سب ماضی سے ملاقات ہو گی اور مستقبل کے بھی جلوے آشکار ہوں گے۔ اُمت کے لیے دعائیں منظور ہوں گی، رفعتوں کی مسافت طے ہو گی، قابَ قوسَین بلکہ اس سے بھی آگے۔ جلوہ، جلوے کے رُوبرو ہو گا۔ آئینہ آئینے کے روبرو ہو گا۔ انسان اللہ کے قریب ترین ہو گا۔

ایسا قرب کہ نہ کبھی ہوا، نہ کسی کو حاصل ہوگا، لیکن لباس میں پیوند رہے گا۔ خوش نصیبی وجود کا ظاہر نہیں، وجود کا باطن ہے۔

☆ ☆ ☆

عقیدے کی پختگی اختلافِ عقیدہ کی برداشت کا نام ہے۔ ناپختہ عقیدہ چھوٹے برتن کی طرح جلد گرم ہو جاتا ہے۔ سب سے قوی عقیدہ اُس ذات گرامی ﷺ کا ہے، جو کائنات کے ہر انسان کے لیے رحمت کا پیغامبر ہے۔ سلام ہو اُس ذات پر، جو سب کی سلامتی کی خواہاں ہے، جس نے کسی کے لیے بددُعا نہیں کی، جو ہر زخم کے لیے مرہم ہے، جو ہر دل سے پیار فرماتی ہے، جس کے پاس شفقتوں کے خزانے ہیں، جس نے کم ظرفوں کو عالی ظرف بنایا، جس نے اختلاف برداشت نہ کرنے والوں کو صبر و استقامت کی منزلیں عطا فرمائیں۔ بلند عقیدہ بلند دروازوں کی طرح آنے والوں کے استقبال میں کشادہ رہتا ہے۔ محبت نہ ہو تو عقیدہ بلند نہیں ہو سکتا اور محبت نفرت کی ضد ہے۔ عقیدوں سے نفرت انسانوں سے نفرت ہے اور انسانوں سے نفرت خالق کی محبت سے محروم کر دیتی ہے۔

☆ ☆ ☆

سب سے بُری آواز گدھے کی ہے اور سب سے پیاری آواز سب سے پیارے انسان ﷺ کی ہے۔ اللہ کو یہ آواز اتنی پیاری ہے کہ اس نے حکم

دے رکھا ہے کہ خبردار! کوئی آواز اس کے محبوب ﷺ کی آواز سے بلند نہ ہو۔ ورنہ سب اعمال ضائع ہو جائیں گے۔ آپؐ کی آواز کے مقابل دنیا کی ہر آواز کا قد پست ہے۔ یہی راز ہے، یہی اُس پیغام کی ندرت ہے جو آپؐ کی آواز نے عطا فرمایا۔ اب آپؐ کی آواز ہی گرے ہُوئے انسان کو سنبھالا دیتی ہے۔ آپؐ کی آواز ہی ایک روشن مستقبل کی طرف نشاندہی کرتی ہے۔ آپؐ کی آواز قلوب کو منور کرتی ہے۔ آپؐ کی آواز زمین اور آسمانوں میں سب سے زیادہ مقبول آواز ہے۔ آپؐ کی آواز پر چلنے والے مسافروں کی خدمت میں السلام علیکم۔

☆ ☆ ☆

میرے آقا! تیرا شکر ہے کہ تو نے ہمیں اپنے پیارے نبیؐ کی امت سے پیدا کیا...... ہر احسان سے بڑا احسان ...... یہی احسان ہے...... ہمیں اپنی اس عنایت کی قدر کرنے کا شعور بخش......

☆ ☆ ☆

یاالٰہی! ہمیں لیڈروں کی یلغار سے بچا۔۔۔۔ ہمیں ایک قائد عطا فرما۔ ایسا قائد جو تیرے اور تیرے حبیبؐ کے تابع فرمان ہو...... ہم اس کی اطاعت کریں تو تیری ہی اطاعت کے حقوق ادا ہوتے رہیں۔

☆ ☆ ☆

الٰہی! اس قوم کو ایک قوم بنا...... الٰہی! اپنی توحید کا واسطہ، مسلمانوں میں وحدت پیدا فرما۔ تیرے حبیبؐ کی امت، تیرے حبیبؐ کی امت کہلانے کی مستحق ہو جائے۔ یاالٰہی! سادہ اور صداقت والی زندگی عطا فرما...... اور سب سے بڑی بات...... تیرے کرم کی انتہا چاہتے ہیں کہ تجھ سے تیرے محبوبؐ کی محبت مانگتے ہیں۔

☆ ☆ ☆

کیا یہ مناسب نہیں کہ انسان اپنی محنت کے مقاصد سے باخبر ہو اور اس میں اصلاح کرے اور اپنی محنت کا قبلہ درست کرے۔ اس دنیا میں سب سے زیادہ مقبول محنت اس ہستی کی ہے جو سب سے زیادہ مقبول ہے، جن کی شان میں اپنے تو اپنے، بیگانے بھی نعت کہتے رہے ہیں۔ ہر وہ محنت جو آپؐ کے دامن سے وابستہ کرے، مبارک ہے اور ہر وہ محنت جو آپؐ کے قرب سے محروم کرے، بولہبی ہے۔

☆ ☆ ☆

تاریخ ماضی سے رابطہ ہے اور مذہب، مذہب تو ہے ہی رابطے کا نام۔ ہم کلمہ پڑھتے ہیں اور شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں کلمہ پڑھنے والا بنایا، ہم کو ایمان عطا فرمایا اور ہمیں ایک ایسے نبی معظمؐ پر ایمان لانے کی سعادت

بخشی کہ جو آج سے بہت عرصہ پہلے تشریف لائے۔ اگر ہم یہ کہتے ہیں کہ حضورِ اکرم ﷺ اپنے زمانے تک موجود تھے اور اس کے بعد نعوذ باللہ موجود نہیں ہیں تو سوچنا پڑے گا کہ صحابہ کرامؓ نے جو کلمہ پڑھا اور جو کلمہ ہم پڑھ رہے ہیں' اس میں بنیادی فرق ہے۔ حضورِ اکرم ﷺ کی زندگی اور موجودگی میں حضور ﷺ پر ایمان لانا ایک دیکھی ہوئی بات تھی۔ آج جب وہ ذات ہمارے درمیان اس حالت میں موجود نہیں ہے تو ہم اس کا کلمہ اس یقین سے کیسے پڑھیں' اس کی شہادت اتنے وثوق سے کیسے دیں' جو ان لوگوں کے پاس تھی' جو آپؐ کے زمانے میں تھے۔ حقیقت تو یہی ہے کہ ہم بھی جو کلمہ پڑھتے ہیں تو ہم اپنے آپ کو حضور ﷺ کے اتنا ہی قریب مانتے ہیں' جتنا وہ لوگ مانتے ہیں۔ کیونکہ رابطہ جغرافیائی نہیں' تاریخی نہیں' وجودی نہیں بلکہ یہ ایک روحانی رابطہ ہے۔ وہ رابطہ آج بھی اتنا ہی قوی ہے' اتنا ہی لافانی ہے جتنا پہلے تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آج کلمہ پڑھنے والا کل کے کلمہ پڑھنے والے کے برابر ہے۔

☆ ☆ ☆

جن لوگوں کے زمانے میں نزولِ قرآن ہوا' انہوں نے دیکھا کہ کس طرح نزول کی کیفیات پیدا ہوئیں۔ ہمارے سامنے یہ واقعہ نہیں ہوا لیکن ہمارا ایمان اتنا ہی قوی ہے کہ یہ کلام اللہ کا کلام ہے' جبرئیل امینؑ کا لایا ہوا

ہمیشہ رہنے والا حضورِ اکرم ﷺ کی زبان سے نکلا ہوا۔ اور یہ کلام ہمیشہ ہی اپنی تمام تقدیس کے ساتھ محفوظ اور قائم رہے گا۔ لوگوں نے اس رابطے کے بارے میں بہت سے شبہات پھیلائے ہوئے ہیں۔ اس میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ حضور پاک ﷺ اللہ کے رسول ہیں' ہمیشہ کے لئے ہیں اور جو ہیں انہیں ''تھے'' نہیں کہہ سکتے۔ سچ تو یہ ہے کہ جس ذات پر نزولِ کلامِ مجید ہو' وہ ذات کم نہیں ہے مقدس کتاب سے۔ حضور ﷺ کے رابطے کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔ کلمہ ہی رابطہ ہے اور رابطہ ہی کلمہ ہے۔

☆ ☆ ☆

اللہ نے فرمایا کہ ''میری رحمت میرے غضب سے زیادہ وسیع ہے''۔ غضب تو یہ ہے کہ انسان کو اس کے عمل کی عبرت کے حوالے کر دیا جائے۔ لیکن فضل کہتا ہے کہ اسے معاف کر دیا جائے۔ رحمت ہوتی ہی اعمال کی عبرت سے بچانے کے لئے ہے۔ اور اعمال کے ساتھ صرف انصاف ہی ہونا ہے تو پھر رحمت کیا ہے۔ انصاف یہ ہے کہ جب معاشرہ باغی اور مجرم ہو جائے تو اسے تباہ کر دیا جاتا ہے۔ پرانی امتیں اسی طرح نیست و نابود ہو گئیں۔ کسی کو آواز نے آلیا' کوئی آندھی کی زد میں آ گیا' کسی کو رعد' کسی کو برق کا عذاب دیا گیا' کسی کو زمین نگل گئی اور کسی کو آسمان کھا گیا۔ لیکن عرب کا

معاشرہ اسلام سے قبل تمام خامیوں کے باوجود تباہ نہیں کیا گیا۔ اللہ مالک ہے عدل کا، فضل کا۔ اس نے خیال کیا چلو اس معاشرے پر رحم بھیج دیا جائے بلکہ ان پر رحمت اللعالمینؐ کو بھیج دیا جائے۔ وہ معتوب معاشرہ مقبول معاشرہ بنا دیا گیا، بلکہ کائنات کا افضل ترین معاشرہ۔

☆ ☆ ☆

اللہ کا محبوبؐ ہی اس کا دیدار ہے۔ جس نے آپؐ کو دیکھا، اس نے اسے دیکھ لیا۔ یہ عجب بات ہے۔ حقیقت کی تلاش انسان کے در تک جا پہنچی ہے...... پہلے درود پھر سلام...... پھر حقیقت ہی حقیقت...... جلوہ ہی جلوہ۔ نا آشنا کے لئے شرک ہی شرک اور آشنا کے لئے ایمان ہی ایمان۔ مقام غور ہے کہ اللہ کے ہاں انسانوں کا تذکرہ ہے، انسانوں کا، صرف انسانوں کا اور اگر انسان، انسانوں کا تذکرہ کرے یا ان سے محبت کرے وہ ہمیشہ ہمیشہ ہمہ حال محبت کرے تو شرک...... یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کیا اللہ کے درود کے آئینے میں...... اللہ کسی گذشتہ پر درود نہیں بھیجتا۔ وہ حال کا اللہ ہے، قرآن حال کا قرآن ہے، کلمہ حال کا کلمہ ہے...... اور رسولؐ؟ حال ہی کے رسولؐ ہیں...... ہمیشہ سے، ہمیشہ کے لئے۔ اس کے ماسوا شرک ہے۔ یہی تو راہ توحید ہے۔ یہی حقیقت ہے۔ اللہ کی راہ...... حقیقت کی راہ...... ان لوگوں کی راہ

جن پر اس کا انعام ہوا۔ وہ لوگ آج بھی ہیں۔ ان کی راہ تلاش کرو...... ان کی راہ اختیار کرو...... وہ لوگ ہی حقیقت کے جلوے ہیں۔ مظاہر انوار ہیں...... مشاہدہ تجلی ہیں...... وہ جو جلوہ گزر گیا تھا نظر سے' وہ پھر نظر میں آباد ہو جائے گا۔ شرک سے بچو...... کسی واہمے کی پوجا نہ کرو...... عین اللہ کی عبادت کرو۔ اللہ...... سچا اللہ...... مالک اللہ...... ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محبت کرنے والا اللہ...... اپنے ہمیشہ رہنے والے محبوبؐ سے ہمیشہ کی محبت...... صرف اسی اللہ کی اطاعت کرو۔ وہ جو کہتا ہے میرے محبوبؐ کی آواز سے کسی کی آواز کا قد بھی بڑا نہ ہو...... ورنہ تمہارے اعمال یعنی عبادتیں بھی ضائع ہو جائیں گی۔ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو اطاعت کرو ہمیشہ رہنے والے نبیؐ کی...... اللہ تم سے محبت کرے گا...... اور پھر حقیقت آشنائی ہو جائے گی۔ وہ جو تھوڑی دیر کے لئے آیا تھا' جب ہوش اڑ گئے تھے' اب ہمیشہ رہے گا۔ وہ بھی رہے گا اور ہوش بھی!!

☆ ☆ ☆

غیبت کے بارے میں ایک دفعہ کسی نے حضورِ اکرم ﷺ سے سوال کیا کہ "یارسول اللہؐ غیبت کیا ہے؟" آپؐ نے فرمایا "کسی انسان کی عدم موجودگی میں اس کے بارے میں وہ بات کرنا جو اس کے منہ پر نہیں کی جا سکتی"۔

سائل نے عرض کیا کہ اگر اس کے منہ پر کہہ دیا جائے؟ آپؐ نے فرمایا ''تو یہ بے حیائی ہوگی''......

☆ ☆ ☆

جو شخص اللہ کے ہاں جتنا محبوب ہوگا اس کے لئے انسانوں کی دنیا اتنی ہی محبوب ہوگی۔ اس لئے جو انسان محبوب رب العالمینؐ ہے، وہی رحمت اللعالمینؐ ہے۔

☆ ☆ ☆

خوفِ الٰہی ہمیں گناہوں سے بچاتا ہے۔ ہم دوسروں کے حقوق پامال نہیں کر سکتے اس لیے کہ ہم اللہ سے ڈرتے ہیں۔ ہم ایک بتائے ہوئے راستے کے مطابق سفر کرتے ہیں کہ وہ راستہ ہمیں اللہ نے اپنے پیغمبرؐ کے ذریعے بتایا۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی عملی شکل پیغمبرؐ کی حیاتِ طیبہ میں نمایاں ہوتی ہے۔ پیغمبرؐ کی ذات اس لیے بھی اہم ہے کہ اس ذات میں ثبوت ہے کہ اللہ اپنے بندوں سے پیار کرتا ہے اور اس ذات کے ذریعے بتایا جاتا ہے کہ زندگی صرف عبادت نہیں ہے، زندگی کوشش ہے، زندگی جہاد ہے، زندگی محبت ہے، زندگی فتوحات ہے، زندگی تنہائی بھی ہے۔

☆ ☆ ☆

اللہ کی محبت کی انتہائی عملی شکل اللہ کے محبوبؐ کی اطاعت اور محبت میں ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ ''اے نبیؐ! کہہ دیجئے کہ اگر تم لوگوں کو اللہ سے محبت ہے تو میری اطاعت کرو اللہ تم سے محبت کرے گا''۔ یعنی اللہ کی محبت انسان کے حوالے کے بغیر منظور ہی نہیں ہوسکتی۔ ہم اللہ سے محبت کریں اور پیغمبرؐ کی نفی کریں تو یہ ممکن ہی نہیں کہ اللہ ہم سے محبت کرے۔ رابطے کے لیے انسان اور انسانِ کامل کا ہونا شرطِ اول ہے...... اور اس انسانِ کاملؐ کی زندگی اللہ کی یاد میں اور انسانوں کی خدمت میں گزری۔

☆ ☆ ☆

دنیا میں جتنے بھی مصلحین آئے ہیں ان میں سب سے بڑا، معتبر اور معزز نام حضورِ اکرم ﷺ کا ہے۔ آپؐ پوری کائنات کے انسانوں کے لئے معلمِ اخلاق ہیں۔ ایک طرف تو آپؐ خدا کے انتہائی قریب ہیں اور ایک طرف آپؐ انسانوں کے بہت نزدیک۔ بھوکے کو کھانا کھلایا جاتا ہے اس بات سے قطع نظر کہ وہ یہودی ہے یا کون ہے۔ آپؐ کی رحم دلی کا کیا عالم بیان کیا جاسکتا ہے۔ آپؐ نے کسی کو زندگی بھر اذیت نہیں دی، کسی انسان سے بدلا نہیں لیا۔ فتح مکہ کے وقت آپؐ نے پوچھا ''لوگو! آپ کو معلوم ہے۔

کہ میں آج آپ کے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہوں۔ آپ سے کیا بدلہ لینے والا ہوں؟''۔ آپؐ نے فرمایا کہ'' آج میں آپ سے وہ بات کہنے والا ہوں، جو مجھ سے پہلے میرے بھائی یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے کہی تھی کہ آج کے دن تمہارے لیے کوئی سزا نہیں''۔ آپؐ کے مثالی اخلاق کی اور رحم دلی کی کیا بات کی جاسکتی ہے۔

آپؐ ایک بار کسی غزوہ سے اپنے رفقاء کے ساتھ واپس تشریف لا رہے تھے کہ آپؐ نے اپنے راستے پر دور سے دیکھا کہ ایک کتیا اپنے بچوں کو دودھ پلا رہی ہے۔ آپؐ نے اپنے ساتھیوں کو حکم فرمایا کہ سفر روک دیا جائے اور راستہ بدل دیا جائے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کتیا کے عمل میں رکاوٹ آئے اور ڈر کے مارے وہ اپنے بچوں کو دودھ پلانا چھوڑ دے۔ کتیا کے بچوں کے ساتھ یہ سلوک عام تو کیا' خاص انسانوں کے بس کی بات نہیں' بلکہ کسی انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔ آپؐ ایسی ذات ہیں' اس شان کی رسالت رکھتے ہیں کہ آپؐ ہی کا حق ہے کہ آپؐ حکم فرمائیں اور دنیا کے اخلاقیات کے ماہروں کا حق ہے کہ وہ آپؐ کی اطاعت کریں۔

☆ ☆ ☆

کن مراحل سے گزرنا ہے انسان کو...... وہ کبھی سر پہ تاج رکھ دیتا ہے' کبھی ہاتھ میں کاسۂ گدائی تھما دیتا ہے۔ اس کی ادائیں ہیں ...... اس کی

دلربائی ہے......اس کی کبریائی بھی دلربائی ہے...... وہ بے نیاز ہے...... ہر ایک سے بے نیاز لیکن وہ درود بھیجتا ہی رہتا ہے اپنے محبوبؐ پر......وہ اپنے محبوبؐ کو عزتیں عطا فرماتا ہے۔لیکن غریبی بھی......غریب الوطنی بھی...... یہ شان ہے اس کی...... یہ ادائیں ہیں اس کی...... وہ چاہتا ہے کہ سب اس کے محبوبؐ کے تابع فرمان ہو جائیں......سب درود وسلام بھیجیں اس ذاتؐ پر جو اسے محبوب ہے۔اس میں صرف استقامت ہے۔

☆ ☆ ☆

اپنی بارگاہِ بے نیاز میں اپنی شانِ غفّاری دکھا اور ہمارے اشکوں کو پذیرائی عطا فرما اور ہماری مِلّی اور انفرادی لغزشوں کو درگزر فرما اور عطا کر ہمیں اسلاف کا سوزِ دروں اور جذبۂ صداقت۔ ہماری التجا اور فریاد اور مدعا صرف یہی ہے کہ ہمارے ان موتیوں کو اپنی شانِ کریمی کی تابداری عطا فرما ......تو جانتا ہے کہ ہم بے کس و بے بس ہیں...... تیرے حبیبؐ کے نام لیوا ہیں اور ہماری بساط کیا ہے......قبول فرما مولا، ہماری فریاد جو صرف آنسوؤں کی زبان میں ہم بیان کرتے ہیں۔تو اور تو ہی ہمارے آنسوؤں کا آخری سہارا ہے......تُو قبول کرلے تو یہ موتی انمول ہیں۔ تجھے موتی پسند ہیں...... ہم تیری بارگاہ میں یہ موتی پیش کرتے ہیں۔ تجھے دُرِّ یتیمؐ اور دُرِ نجفؓ کا

واسطہ،ہمارے موتی قبول فرما!

☆ ☆ ☆

جو انسان سب سے زیادہ مقربِ الٰہی ہے، وہی انسان تمام مخلوق کے لیے رحمتِ مجسم ہے۔ رب العالمین کے عظیم مقرب، رحمتہ اللعالمین ﷺ ہیں۔ آپؐ ایک طرف تو اللہ کے انتہائی قریب ہیں اور دوسری طرف مخلوق کے لیے انتہائی شفیق ہیں۔ اللہ کریم نے خود حضور اکرم ﷺ کے لیے رؤف اور رحیم کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ آپؐ کا تقرب سب سے زیادہ۔۔۔ اس حد تک کہ دنیا کے تمام مقربوں کو اُسی دَر سے تقربِ الٰہی کی منزلیں میسر آتی ہیں اور جس پر اللہ مہربان ہوا اسے عشقِ نبی ﷺ کی دولت وسعادت عطا ہوتی ہے۔ تقربِ الٰہی دراصل تقربِ محبوبِ خدا ﷺ ہے۔ جو شخص حضور ﷺ کے قریب ہو، وہ اللہ کے قریب اور جو حضور ﷺ سے دور وہ تقربِ الٰہی سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے محروم۔ جس پر عشقِ مصطفیٰؐ بند، اُس پر تقربِ خدا بند !!

☆ ☆ ☆

اللہ نے اپنے سب سے پیارے انسان، اپنے محبوب انسان کو سب جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔ اللہ اور اس کے فرشتے نبیؐ پر درود بھیجتے

ہیں اور حضور ﷺ اللہ سے محبت فرماتے ہیں اور وہ مخلوق کے لیے باعثِ رحمت ہیں ۔ اللہ کے تقرب کی راہ، مخلوق کی خدمت اور محبت کی راہ ہے ۔ مخلوق کو ناپسند کرنے والا کبھی خالق کا مقرب نہیں ہو سکتا۔ مخلوق کو ڈرانے والے، مخلوق پر حکومت کرنے کی تمنا کرنے والے، خالق کے باغی ہیں ۔ مخلوق کے لیے رحمتِ مجسم، خالق کے لیے، خالق کی نگاہ میں خیر البشر ﷺ ہیں ۔ اللہ کے تقرب کا ثبوت مخلوق سے محبت میں پنہاں ہے۔ حضور ﷺ کی تمام زندگی مخلوق سے محبت کی زندگی ہے۔ آپؐ نے جانوروں سے، پرندوں سے، انسانوں سے، غرض کہ اللہ کریم کی پیدا کی ہوئی ہر ذی جان و بے جان شئے سے محبت فرمائی۔ آپؐ کا دل یادِ الٰہی سے معمور ہے اور آپؐ کا عمل خدمتِ خلق کا دستور ہے ۔ فنکار سے محبت دراصل اُس کے فن سے محبت ہے۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ اللہ سے محبت کرنے والا اللہ کی مخلوق سے محبت نہ کرے۔ دراصل محبت کرنے والا ہی خدمت کرنے والا ہے۔

☆ ☆ ☆

اللہ کی اطاعت پیغمبرؑ کی اطاعت سے مشروط ہے اور پیغمبرؑ انسانوں کی طرح انسان ہیں ۔ ان پر وحی کا نزول ہوتا ہے اور وحی کی تعلیمات انسان کو رحمتِ عالم ﷺ بنانے کا علم ہے۔ گویا کہ انسان انسانوں کے قریب ہو

جائے تو اللہ کے قریب ہو جاتا ہے۔ ایک اندھا آدمی اگر توجہ سے محروم ہو جائے تو آسمانوں سے فرشتہ وحی لے کر آتا ہے کہ اے حبیبؐ! اُس اندھے کی طرف توجہ نہ کر کے اللہ کو بہت خوش تو نہیں کیا!

☆ ☆ ☆

اگر انسان کے لیے صرف یادِ حق ہی سب کچھ ہوتی، تو مقرب ﷺ کی ذات غارِ حرا سے باہر نہ آتی۔

☆ ☆ ☆

سلام ہو اُس مقربِ حقؐ کی خدمت میں، جس کا لقب ہی رحمت اللعالمین ﷺ ہے!

☆ ☆ ☆

انسان سے محبت وہی کر سکتا ہے، جس پر خدا مہربان ہو۔ خدا جب کسی پر بہت مہربان ہو، تو اُسے اپنے بہت پیارے محبوب ﷺ کی محبت عطا کر دیتا ہے۔

☆ ☆ ☆

خدا کے حبیبؐ تو وہ ہیں جو مخلوق کے محبّ اور مخلوق کے محبوب ہیں۔

دانا کی زندگی کا علم دانائی نہیں، دانا کی زندگی کا عمل دانائی ہے۔ مثلاً ریت کے تپتے ہوئے صحرا میں عظیم انسانؐ کا دیا ہوا خطبہ، دانائی کا شہکار خطبہ ہے۔

☆ ☆ ☆

اللہ کی اطاعت کے ساتھ ساتھ اللہ کے حبیبؐ کی اطاعت بھی لازمی ہے۔ آپؐ کا ہر عمل سُنّت ہے اور اس کی پیروی لازم ہے۔ ہم آپؐ کے اقوال و احادیث یاد کر کے اطاعت کا فرض ادا کرتے ہیں۔ اور آپؐ کا عمل...... اگر ہم آپؐ کے اعمال کی اطاعت کریں تو کوئی انسان پیوند والے لباس سے زیادہ بہتر لباسِ زیب تن نہ کرے۔ آپؐ سلطان السلاطین ہیں اور آپؐ کی زندگی معمولی انسان سے بھی زیادہ معمولی۔ اللہ اور اللہ کے فرشتے آپؐ پر درود بھیجتے ہیں اور آپؐ فاقے سے گزر رہے ہوتے ہیں۔ آپؐ نے تمام زندگی کسی انسان سے ذاتی انتقام نہیں لیا۔ ہم آپؐ کی اطاعت کو جزوِ ایمان سمجھتے ہیں اور ہم آپؐ کی اطاعت کا حق ادا نہیں کر سکتے۔ ہماری مختصر زندگی میں آپؐ کی سیرتِ طیبّہ کا علم حاصل کرنا آسان نہیں۔ آپؐ کی احادیثِ مبارکہ کا علم حاصل کرنا ہمارا ایمان ہے، لیکن ہمارے لیے آسان نہیں۔ ہمیں اور بھی غم ہیں۔ ہم تسلیم کا بار کیسے اُٹھائیں گے۔

☆ ☆ ☆

اگر ہم اللہ کے محبوبؐ کی اطاعت ہی اپنے لیے فرض سمجھ لیں تو بھی کسی اور کا کچھ بھی فرمایا ہوا ہمارے لیے قابلِ تقلید کیوں ہو...... ہوا کرے کوئی، جو بھی ہو...... ابنِ مریم ہی سہی۔ ہم ٹھہرے غلامانِ رسولؐ۔

☆ ☆ ☆

دنیا میں ہونے والے ایسے معمولی واقعات، جن کا نتیجہ بہت ہی غیر معمولی تھا، بے شمار ہیں۔ سب سے اہم معمولی واقعہ بس مکڑی کا کمزور جالا تھا، کتنا معمولی سا واقعہ۔ کھوجی کہتا ہی رہ گیا کہ اِسی غار میں ہیں وہ' جن کی تلاش ہے...... مگر کیسے! مکڑی کا کمزور جالا ایک قوی دلیل بن کر آڑے آیا اور پھر معمولی سے واقعہ نے غیر معمولی انسان کی غیر معمولی حفاظت کا سامان پیدا کر دیا۔

یہی نہیں، ایک بار پھر۔ آپؐ کے خلاف سازش موجود ہے اور آپؐ سے درخواست بھی کی گئی کہ آپؐ سازشی کے گھر تشریف لائیں لیکن آپؐ نے اتنا اہم فیصلہ، اونٹنی کی مرضی پر چھوڑ دیا۔ آپؐ تو معمولی باتوں کے راز جاننے والے تھے۔ اونٹنی کا فیصلہ تو وہی ہونا تھا جو اللہ کا امر تھا۔

☆ ☆ ☆

یہ کتنے غور کی بات ہے کہ جس انسان پر اللہ درود بھیجتا ہے' اس کو یتیمی اور غریبی سے گزرنا پڑا۔ عجب بات ہے کہ نبیوں کے نبیؐ ہیں، پیغمبروں کے پیغمبرؐ۔ دنیا کے ہر انسان سے زیادہ معزز ہیں اور وادی طائف سے زخمی ہو کر نکلتے ہیں اور اللہ آپ کے ساتھ ہے۔ بات تقرب کی ہے، تعلّق کی ہے۔ ثروت و دولت کی نہیں۔

☆ ☆ ☆

آخر ایک دن ہمیں مرنا ہے اور پھر موت کا منظر مرنے کے بعد کیا ہوگا؟ اللہ کی رحمتوں اور رحمتوں والے نبیؐ کی رحمتوں کو ماننے والے کے لیے مرنے کا منظر اور موت کا منظر رحمت ہی رحمت ہے، لیکن کون مانے۔ مذہب والوں کو یہ بات کیسے سمجھ آئے!

کیا اللہ کی رحمت اُس کے غضب سے وسیع نہیں ہے؟ کیا حضور ﷺ رحمتہ للعالمین نہیں ہیں؟ مرنے کے بعد کا عالم آپؐ کی رحمت!

☆ ☆ ☆

جب تک مخبرِ صادق ﷺ کی صداقت پر اعتماد نہ ہو ہم توحید کی تصدیق نہیں کر سکتے۔

☆ ☆ ☆

اللہ کے محبوبؐ کی محبت ہی عطائے الٰہی ہے۔ حضورِ اقدس ﷺ سے محبت ایمان کی اصل ہے۔

دین کیا ہے عشقِ احمدؐ کے سِوا
دین کا بس اِک یہی معیار ہے

عشقِ مصطفیٰؐ میں فراق بھی عطا ہے اور وصال بھی۔ حضور ﷺ سے محبت کرنے والے حضور ﷺ کی امت کے ہر فرد سے محبت کرتے ہیں۔

امت کی فلاح کی دعائیں مانگتے ہیں۔ حضور ﷺ کے کوچے کی گدائی کو اپنے لیے تاجِ شاہی سمجھتے ہیں۔ حضور ﷺ کے ارشاد کو حرفِ آخر سمجھتے ہیں۔ حضور ﷺ کے طالب اس کائنات کو آئینہ جمالِ مصطفیٰؐ سمجھتے ہیں اور جمالِ مصطفیٰؐ کو پرتو انوارِ کبریا سمجھتے ہیں۔

☆ ☆ ☆

بارگاہِ رسالتؐ میں ہدیۂ درود بھیجنے کے لیے غریبی رکاوٹ نہیں۔ حضورِ اکرم ﷺ غریبوں میں غریب، یتیموں میں یتیم، مہاجروں میں مہاجر اور سلاطین میں سلطانِ زمانہ تھے۔ معاشی ناہمواریاں آپؐ کے قرب کی راہ میں رکاوٹ نہیں، نہ سرمایہ آپؐ کے تقرب کی ضمانت۔

☆ ☆ ☆

جس کا رسالتؐ پر ایمان نہ ہو وہ موحدّ بھی کافر ہوگا۔

☆ ☆ ☆

عشقِ الٰہی درحقیقت عشقِ محبوبِ الٰہیؐ ہے۔ اللہ کے حبیب ﷺ اللہ کی محبت عطا کرتے ہیں، اور اللہ اپنے محبوبؐ کی محبت عطا فرماتا ہے۔ محبت محبوب کی اطاعت میں مجبوری کی نفی کا نام ہے۔ ایثار محبت کا اعجاز ہے۔ محبت حیرت پیدا کرتی ہے، محویت اور بیداری پیدا کرتی ہے۔ زندگی کے عصری

کرب سے نجات کا واحد ذریعہ محبت ہے۔!!

☆ ☆ ☆

حضورِ اکرم ﷺ کو کائنات کے لیے رحمت بنا کر بھیجا گیا۔ ہم پر فرض ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ کا اندازِ محبت سب مخلوق تک پہنچائیں۔ اسلام خود ہی پہنچ جائے گا۔ دنیا کو جب رات کی تاریکی کے بعد روشنی میسر آتی ہے تو اس کی نظریں خود بخود سورج کی طرف اٹھ جاتی ہیں۔ سورج کا دین روشنی ہے۔ اپنے آپ کو منوانا نہیں۔

☆ ☆ ☆

اللہ کے راز اللہ ہی جانتا ہے۔ اللہ کی باتیں اللہ جانے یا اللہ کا حبیبؐ جانے۔

☆ ☆ ☆

اگر اللہ کے محبوبؐ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا۔ اور اگر کچھ بھی نہ ہوتا تو صرف اللہ ہوتا۔ اور صرف اللہ ہوتا تو کیا ہوتا۔ حاصل یہ کہ ہمیں اللہ اور اللہ کے حبیبؐ کے مقامات پر بحث نہ کرنی چاہیے۔ اللہ کا مقام اللہ کا حبیبؐ جانے اور حبیبؐ کا مقام اللہ جانے۔

☆ ☆ ☆

اللہ کریم کا ارشاد ہے: ''میری رحمت میرے غضب سے وسیع تر ہے۔''
اس ارشادِ باری تعالیٰ کا کیا مفہوم ہو سکتا ہے جب کہ لامحدود کی ہر صفت لامحدود ہے۔ ایک لامحدود دوسرے لامحدود سے کم ہو جائے تو کس طرح قائم رہ سکتا ہے۔ اللہ کا غضب، غضب کے طور پر نہیں۔ اللہ صرف انصاف کرنے لگ جائے تو غضب ہو گا۔ مطلب یہ کہ اُس کی رحمت انصاف سے وسیع تر ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ اگر ہمیں ہمارے اعمال کے مطابق ہی عبرت مِلے تو ہماری فلاح مخدوش ہے۔ ہم تو رحمت ہی کے سہارے بچ سکتے ہیں بلکہ رحمتہ اللعالمینؐ کا سہارا ہمارے لیے نجات کی راہ ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ اللہ سے اپنے اعمال کے حوالہ سے انصاف نہ مانگنا چاہیے۔ اس سے صرف رحم کی تمنّا کی جائے۔ شفاعت رحمت ہے اور انصاف غضب اور رَحمت غضب پر حاوی ہے۔

☆ ☆ ☆

مسلمان کے لیے اہلِ قرآن ہونا ہی کافی نہیں۔ حاملِ قرآنِ مبینؐ کے ساتھ نسبت کا مضبوط ہونا بہت ہی ضروری ہے۔ قرآن کا اصول حضور ﷺ کی زندگی ہے۔ یا یہ کہ حضور ﷺ کی زندگی اور قرآن کے اصولِ زندگی میں فرق نہیں۔ یہاں تک کہ نزولِ قرآن سے پہلے بھی حضورِ اکرم ﷺ کی زندگی اصولِ قرآن کے مطابق تھی۔

☆ ☆ ☆

یہ اللہ کا دعویٰ ہے کہ" وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلعٰلَمِیْن "۔اس نے اپنے حبیبؐ کو جہانوں کی رحمت بنا کے بھیجا ہے۔اسے یاد رکھنا چاہیے۔

اگر کبھی یومِ حساب میں اپنے اعمال کی کمی کی وجہ سے اور جلالتِ کبریا سے خوف و لرزہ طاری بھی ہو تو یہ یاد رہنا چاہیے کہ اللہ کے حبیبؐ کا نام ہی شفاعت کا ذریعہ ہو سکتا ہے۔

اب احتساب میرے گناہوں کا چھوڑیے
اب واسطہ دیا ہے تمہارے حبیبؐ کا

☆ ☆ ☆

حضور ﷺ کی بات پر کسی اور بات کو فوقیت دینا ایسے ہے جیسے شرک۔

☆ ☆ ☆

کائنات میں حضورِ اکرم ﷺ کی ذاتِ گرامی واحد ذات ہے جن کی خدمت میں ہدیۂ نعت ہمیشہ ہی پیش کیا جاتا رہا ہے۔دنیا میں کسی اِنسان کی کبھی اتنی تعریف نہ ہوئی ہے نہ ہوگی......اللہ، اللہ کے فرشتے، اللہ کے بندے سب ہی تعریف کرتے ہیں اللہ کے حبیبؐ کی۔

"سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا اَحْسَنَک"

☆ ☆ ☆

سب سے زیادہ کامیاب راہ بلکہ ایک ہی راہ ہے اللہ کی' اور وہ ہے وہ راستہ جو اللہ کے محبوب ﷺ کی طرف جائے۔ وہی راستہ صحیح ہے' باقی سب راہیں غلط ہیں۔ زندگی میں آپ جو کامیابی حاصل کر رہے ہیں یہ Meaningless ہو سکتی ہے' شہرت حاصل کرتے ہیں' یہ دھوکا دے سکتی ہے' دولت حاصل کرتے ہیں یہ نقصان دہ ہو سکتی ہے۔ راستہ وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کی طرف لے جائے اور اس راہ پر چلنے والے جب آپؐ کے ساتھ چلیں گے تو صرف وہی راستہ صحیح ہوگا' ورنہ راستہ نہیں ملے گا۔

☆ ☆ ☆

آلِ مصطفیٰ ﷺ نے اگر کردار مصطفیٰ ﷺ کو Follow نہیں کیا تو میراث نبی ﷺ نہیں آئے گی۔ اگر سید بھی ہو اور اس کی میراث کردار میں آئے' علم میں آئے اور اخلاق میں آئے' اس کی بہت عزت کرنی چاہیے۔ بزرگوں نے کہا ہے کہ جن لوگوں پر آپ کا یقین ہو جائے کہ یہ نبی پاک ﷺ کے خاندان سے ہیں تو ان لوگوں کی عزت کرنی چاہیے بلکہ ضرور کرنی چاہیے۔

☆ ☆ ☆

آپ یہ دیکھو کہ آپ نے صرف دفتر جانا ہوتا ہے تو لباس بدلتے رہتے

ہو اور معراج شریف پر جانا ہو اور لباس میں پیوند لگا رہے ہوں تو یہ صرف حضور پاک ﷺ ہی کی شان ہے۔

☆ ☆ ☆

اللہ اور فرشتے ہمہ حال حضور پاک ﷺ پر درود بھیجتے چلے جا رہے ہیں۔ ایسی باتوں کے متعلق اپنے عقیدے کی اصلاح کرو پھر مشکل نہیں ہوگی۔ وہ ذات گرامی کیا ہے جس پر ہمہ حال درود پڑھا جا رہا ہے۔ آپ کو بھی درود کا حکم ہے۔ کہیں ان کو اپنی طرح بشر نہ سمجھ لینا انـا بشـر مثـلکم۔ یعنی ''میں تمہاری طرح کا بشر ہوں''۔ حکم ہے لیکن اتنا بھی ''مثـلکـم'' نہیں ہے جتنا آپ نے سمجھ رکھا ہے۔ یہ ادب کا اعلیٰ مقام ہے۔ حضور پاک ﷺ کا جو نام ہے جو ان کا اسم ''محمدؐ'' ہے' یہ آپ کا ایمان ہے۔ اب آپ دیکھو کہ کتنا فرق ہے' حضور پاک ﷺ کا نام جو ہے وہ آپ کا کلمہ ہے۔ اتنا ''مثـلکم'' کیسے ہو سکتے ہیں؟ آپؐ کا نام ہے اور ہمارا کلمہ ہے' ہمارا ایمان ہے اور ہماری عاقبت ہے۔ یہ فرق ہے' اس فرق کو پہچانو۔

☆ ☆ ☆

اللہ کا یہ ارشاد ہے کہ آپؐ تو بولتے نہیں جب تک ہم نہ بتائیں

اور آپ ؐ کا کوئی عمل نہیں جب تک ہم نہ کروائیں۔ حضور پاک ﷺ کی زندگی ایسی زندگی ہے کہ جس زندگی کا کوئی بھی عمل' آپ کو انسانی Level پہ نہیں سوچنا چاہیے۔ مسلمانوں کو اس نکتے پہ آ کے دقت ہوتی ہے۔ یہ دقت اب دور ہونی چاہیے۔ آپ ؐ کے عمل اور انسانوں کے عمل برابر بھی ہوں تب بھی کوئی چیز برابر نہیں ہو سکتی۔ کافروں کو یہی بات تو سمجھ نہیں آتی تھی کہ یہ کیسے پیغمبر ہیں کہ بازاروں میں جاتے ہیں اور سودا لیتے ہیں' ان کے ساتھ تو کوئی فرشتے ہونے چاہییں تھے۔ اللہ میاں نے کہا آپ ؐ کے ساتھ فرشتے ہوں گے تب بھی کافروں کو سمجھ نہیں آئے گی۔ ماننے والے مانتے رہیں گے' نہ ماننے والے پھر بھی نہیں مانیں گے۔ معجزہ رُونما ہو جائے گا تو کافر پھر بھی نہیں مانیں گے۔ ایک زندگی جو ہے' حضور پاک ﷺ کی زندگی' وہ ایسی ہے کہ میرے حساب سے اس میں آپ تحقیق نہ کرو۔ سیرت کی کتابیں بھی نہ پڑھو۔ بس آپ انہیں مانتے چلے جاؤ اور یہ کہو کہ آپ ؐ نے جو کچھ کیا' ٹھیک کیا۔ آپ ؐ سے جو ہوا صحیح ہوا۔ آپ ؐ کی زندگی کا ہر شعبہ صحیح ہے۔ ہر مقام صحیح ہے۔ وہ سب اللہ کی طرف سے ہے۔ لوگ پوچھ سکتے ہیں کہ اعلان نبوت سے پہلے کی آپ ؐ کی زندگی کیا تھی؟ وہ بھی نبوت کی زندگی تھی۔ اگر حضور پاک ﷺ کی نبوت کا اعلان ہو جائے تب نبوت ہے اور اگر اعلان نہ ہو تب نبوت ہے۔ تو

نبوت سے پہلے کی زندگی کیا ہے؟ وہ بھی نبوت ہے۔ کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ آدم علیہ السلام ابھی تخلیق نہیں ہوئے اور حضور ﷺ نبی ہیں۔ بس یہ بات یاد رکھو' اصل ایمان یہی ہے۔ اس وقت جب کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے جلوے کا اظہار نہیں کیا تھا' آپؐ نبی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی منشاء حضور پاک ﷺ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت حضور پاک ﷺ کے نام سے ہے۔ وگرنہ آپ تاریخ دیکھیں گے تو کہیں نام آئے گا ورقہ بن نوفل کا' کہیں اور نام آئیں گے' کہیں اور بزرگ آئیں گے۔ پھر اور سوال نکل آئیں گے۔ کیا حضرت اویس قرنیؓ سے آپ کی ملاقات ہوئی تھی کہ نہیں ہوئی تھی؟ یہ سب تاریخی واقعات چھوڑ دو۔ حضور پاک ﷺ کی زندگی' ساری کی ساری' اللہ تعالیٰ کی مرضی کے عین مطابق ہے' اللہ تعالیٰ کے حکم کے عین مطابق ہے۔ آپ نے جو کچھ کیا وہ اللہ ہی نے کیا۔ آپ کا ہر کام اللہ کی طرف سے ہے۔ اس زندگی کی ہرگز ایسے تحقیق نہ کرنا جیسی کتابوں نے لکھی ہے۔ کتابوں نے حضور پاک ﷺ کی آدھی زندگی لکھی ہے۔ کتابوں نے وہ زندگی لکھی ہے جو دن کی روشنی والی ہے۔ رات کی زندگی لکھی ہی کسی نے نہیں۔ رات کی زندگی پوری طرح ایک راز ہے اور پھر آپؐ کا عمل جاری ہے اور آج بھی جاری ہے۔ آج بھی بے شمار لوگوں کو اسی طرح نصیحت ہوتی ہے اور فیض ملتا ہے۔ میں نے پہلے بتایا تھا

کہ حدیث وہ ہے جو حضور پاک ﷺ ارشاد فرمائیں اور اگر آج کسی کو ارشاد فرمائیں تو یہ حدیث تازہ ہے اور مکمل حدیث ہے۔ اس لیے اس بات کی بڑی ہی احتیاط کریں۔ اس ذاتؐ کے بارے میں آخری بات یہی ہے کہ ان کا ہر عمل اللہ تعالیٰ کا عمل ہے۔ قرآن میں اللہ کا فرمان ہے۔ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی :اے نبیؐ! جو کچھ آپؐ نے پھینکا آپؐ نے نہیں پھینکا بلکہ اللہ نے پھینکا۔ آپؐ کا ہر عمل اللہ کے منشا اور اللہ کے حکم کے مطابق ہے!!!

☆ ☆ ☆

بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ نتیجہ کچھ عرصہ کے بعد نکلتا ہے۔ یہ واقعہ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ بھی ہوا۔ جب آپ وادی طائف کی ابتلا سے گزرے، پھر ایک آواز آئی کہ اگر آپؐ فرمائیں تو اس بستی کو اڑا دیا جائے۔ آپؐ نے فرمایا بات یہ ہے کہ اس بستی کو رہنے دیا جائے، اگر یہ مسلمان نہیں ہو رہے تو عین ممکن ہے کہ ان کی نسلوں میں سے مسلمان ہو جائیں۔

☆ ☆ ☆

آپ خود دیکھتے ہو کہ چند روپوں کے لیے انسان قرآن کی جھوٹی قسم

کھا کے آ جاتا ہے' اس شخص پر قرآن کا اثر نہیں ہوتا۔ اگر باطن درست نہ ہوتو قرآن بھی اثر نہیں کرتا۔ تو تاثیر کی بات ہر ایک کی بات نہیں ہے' یہ ان لوگوں کی بات ہے جن لوگوں کا نصیب اچھا ہو' جن لوگوں کے باطن کی اصلاح ہو اور جن کے رزق میں حلال شامل ہو۔ ایک دفعہ حضور ﷺ غصے میں فرمانے لگے کہ تم لوگ پوچھتے ہو کہ دعا میں اثر نہیں ہوتا' آپؐ نے فرمایا ایسے آدمی کا اندازہ لگاؤ جس کا طعام حرام' جس کا خرام حرام' جس کا لباس حرام اور ناپاک ہو' اور جس کا وجود ناپاک ہو اور جس کے بال پریشان ہوں' اور جس کی شکل پراگندہ ہو' اب اس آدمی کی دعا کیسے قبول ہو! جس شخص کے لباس میں' خوراک میں' پیسے میں' رہائش میں ناپاکیزگی ہو' اس کی دعا پاکیزہ اللہ کے ہاں کیسے قبول ہو۔ اس لیے دعا کی جرأت کرنے سے پہلے کم از کم لقمہ حلال کی جستجو کرو۔ لقمہ حلال کے بعد دعا منظور ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ اگر لقمہ حلال نہیں ملتا تو فاقے کا لقمہ کرلو۔ تھوڑا فاقہ کرلو۔ تین دن کا فاقہ ہوتو کہتے ہیں دعا قبول ہو جاتی ہے۔

☆ ☆ ☆

معرفتِ الٰہی جو ہے وہ مکمل طور پر صرف حضور پاک ﷺ کے پاس آئی اور آپ ﷺ نے کہا کہ جو اللہ کی معرفت کا حق ہے وہ ہم ادا نہیں کر سکتے'

اصل معرفت یہ ہے۔

☆ ☆ ☆

سب سے بڑے Reform کرنے والے، اللہ کی طرف سے تشریف لانے والے، کائنات کی تخلیق کے جو باعث ہیں، حضور پاک ﷺ، آپؐ نے بھی پیٹ پر پتھر باندھا۔ یہ آپ کہتے ہیں کہ آپؐ کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔ آپؐ نے عمل کر کے بتایا کہ آپؐ کی ذاتِ گرامی باقیوں سے اسباب میں بہتر نہیں، احوال میں بہتر ہے، اقوال میں بہتر ہے اور مقامات میں بلند ہے۔ لیکن یہ جو حال ہے، دنیاوی حالات ہیں، اس میں آپؐ نے اپنے آپ کو سب کے برابر رکھا۔ جب عبادت کا تصور دینے والے کا یہ حال ہے تو آج عبادت بیان کرنے والے لوگ اگر اس حال کے علاوہ ہوں تو عبادت کو کیسے بیان کریں گے؟ لہٰذا عبادت کا مفہوم دینے والا اگر حالات میں عبادت کا تصور دینے والوں سے مختلف ہے تو اس کے لیے لوگوں کو یہ حکم دینا صحیح نہیں ہے کہ آپ عبادت میں آؤ ہر چند کہ عبادت کا نظام صحیح ہے۔ لہٰذا اس پہ غور کریں۔ یہاں ایک نقطہ ضروری ہے کہ عبادت نے ایک بڑا اہم کام یہ کیا کہ جو شخص اپنے معاشرے سے یا اپنے مقام سے یا اپنے ساتھیوں سے الگ ہو گیا یا ان سے مال زیادہ حاصل کر لیا، اس کو ایک

یکساں Form of عبادت میں بلا کے اس کی تبدیلی کی گئی۔ اس بات کو سمجھنے کے لیے ایک واقعہ سنو کہ سرکار دو عالم ﷺ ایک دفعہ تشریف لے جا رہے تھے، ایک پختہ مکان بن رہا تھا، آپؐ نے پوچھا یہ کس کا مکان ہے۔ نام بتایا گیا صحابیؓ کا۔ وہ صحابیؓ جب مسجد میں تشریف لائے اور سلام کیا تو آپؐ نے سلام کا جواب نہیں دیا۔ صحابیؓ نے لوگوں سے پوچھا کہ مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی ہے کیا؟ انہوں نے کہا اور بات تو کوئی نہیں، صرف تیرے مکان کے بارے میں پوچھا گیا تھا۔ وہ صحابیؓ جا کے مکان گرا آئے۔ واپس آ کے حضور پاک ﷺ کو سلام کیا۔ آپؐ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ ''تم یہاں رہنا چاہتے ہو جب کہ ہم یہاں سے نکلنا چاہتے ہیں''۔ تو مدعا یہ ہے کہ وہ جو عبادت کا تصور ہے اس کے اندر ایک عمل عبادت کے علاوہ بھی ہے، جس پر کسی سازش کی وجہ سے آج تک گرد و غبار رکھا گیا اور وہ گرد و غبار کسی Reaction میں رکھا گیا ہے کہ کہیں اس میں سوشلزم نہ آ جائے، کمیونزم نہ آ جائے، کچھ اور واقعات نہ ہو جائیں کچھ یہ بھی ہوا کہ Capitalism کے ساتھ ہی Mullahism شامل ہو گیا تھا اس لیے بھی یہ بات گرد و غبار میں رکھی گئی ہے کہ عبادت کے برابری کے تصور کے ساتھ ساتھ انسانوں کے ساتھ ہر حال میں یکساں سلوک ہو......اور تمام وسائل کی تقسیم

میں بھی یہ سلوک ہو...... یہ عبادت کے لیے Condition ہے بلکہ Pre-condition ہے۔

وہ ذات پاک ﷺ کہ جس نے عبادت کا تصور دیا اس کی شخصیت پر مر مٹنے کی خواہش عبادت ہے۔

☆ ☆ ☆

اللہ کی ذات سے وابستگی اتنی رکھو کہ آپ کو اس کی آن پر مر مٹنے کا کوئی موقع ملے تو اس کو غنیمت جانو۔ اس طرح نجات ہو جائے گی۔ حضور پاک ﷺ کی آن پر جان نثار کرنے کا کوئی موقع تلاش کرو، اگر ایسا موقع مل گیا تو بڑے نصیب کی بات ہوگی۔ اس عشق میں جان دے دینا بڑی بات ہے۔

☆ ☆ ☆

آپ جب اسلام کی انتہا بیان کرتے ہیں تو حضور پاک ﷺ کو ''صادق الوعد'' کہتے ہیں کیونکہ آپؐ سارے وعدے پورے کرتے ہیں، آپؐ امین ہیں، آپؐ صادق ہیں۔ تو پھر صادق کا دین ہو اور غیر صادق ماننے والے ہوں تو دین آپ کو کیا تاثیر دے گا۔ قرآن سچے اللہ کا کلام ہے اور اگر پڑھنے والا جھوٹا ہو تو کیا اثر کرے گا؟

☆ ☆ ☆

خدا تعالیٰ آپ کی دریافت نہیں ہے، آپ کی Discovery نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ پیغمبرؐ کی دریافت، اور اس کی ذمہ داری ہے۔ پیغمبرؐ کے بارے میں، اللہ تعالیٰ کے بارے میں، اللہ کے ارشادات کے بارے میں جو کچھ بیان آپ تک آیا اس میں اللہ کے حبیبؐ کی سند شامل ہے۔ اگر اللہ کے حبیبؐ نہ فرماتے تو آپ کو یقین نہ آتا کہ اللہ نے یہ کتاب بھیجی ہے۔

☆ ☆ ☆

حضور پاک ﷺ کا مقام انتہائی ادب کا مقام ہے۔ یہ عام بات ہے کہ اپنے باپ سے زیادہ ادب اپنے دادا کا کرنا چاہیے۔ اصول کی بات ہے ناں۔ اپنے باپ کے باپ کا ادب کرنا چاہیے اور اپنے ایمان سے زیادہ ایمان دینے والے کا ادب کرنا چاہیے۔ اپنے سجدوں سے زیادہ ادب اپنے مسجود کا کرو۔ جو اللہ اپنے فرشتوں سمیت اپنے محبوبؐ پر درود بھیج رہا ہے اس ذات مبارکؐ کی شان کو دیکھو۔ وہ انسان تو ہیں مگر اتنے بھی نہیں کہ جتنا تم سمجھ رہے ہو۔ ہیں تو انسان مگر یوں بھی نہیں۔ یہ بات کہ میں تمہاری طرح کا انسان ہوں کہنے کی کب ضرورت پڑی۔ جب لوگوں نے کہا ہم سمجھ گئے، آپ ہی آپ ہو۔

☆ ☆ ☆

مشکم ہی سہی انسان مگر آج کی رات
عرش پر کرنے گیا ہے وہ بسر آج کی رات

میرا مطلب ہے کہ عرش پر جس کی رات بسر ہو رہی ہو وہ ''مشکم'' تو ہے لیکن اتنا بھی نہیں جتنا تم سمجھ رہے ہو۔ یہ ایک واقعہ ہے' میں ادب کی بات کر رہا ہوں' اس ذات پاکؐ کا ادب کرنا بہت لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ کوئی آواز آپؐ کی آواز سے بلند نہ ہو۔ یہ بات کہنے کی ضرورت کیا ہے؟ آواز کا بلند ہونا ادب کی کمی ہے' یہاں تک کہ آپؐ کے سامنے اونچی آواز نہ کرو' یہ اتنا بڑا راز ہے۔

کس طرح پردہ اٹھائے آدمی اس راز سے
بے خبر جبریل تک ہے آپؐ کی پرواز سے
آپؐ کی ذات گرامی ہر بلندی سے بلند
پست ہر آواز کا قد آپؐ کی آواز سے

یہ راز کون بتائے' ہر آواز کا قد آپؐ کی آواز سے پست ہے۔ یہ ایک راز ہے۔ حضور پاک ﷺ کا ادب آپ لوگوں کا دین ہے۔ میرا دین کیا ہے؟ حضور پاک ﷺ کی ذات کا ادب۔ مجھے اور کچھ پتہ نہیں۔ فرشتے کچھ پوچھیں تو کہنا مجھے کچھ پتہ نہیں' میں تو صرف اس ذات کا ادب کرتا ہوں' کس

کی اطاعت کرتے ہو؟ کہو مجھے پتہ ہی نہیں، میں اس ذاتؐ پاک کا غلام ہوں۔ آپ کو اصل دین کی بات بتا رہا ہوں۔ بہت زیادہ لمبی چوڑی نمازوں پر بھروسہ نہ کرنا کیونکہ نجانے کس وقت کون سی نماز لوٹا دی جائے اور کون سے اعمال ضائع کر دیے جائیں۔ مگر ہر دم ادب میں اور محبت میں رہو۔ ہمہ حال درود شریف پڑھتے رہو۔ یہ بات سمجھنے والی ہے۔ اللہ کی بات کو غور سے سمجھا کرو۔ اللہ کی ہستی اور اس کی ذات کی وضاحت نہیں کرنی چاہیے۔ بس اس ذات پاکؐ کے ادب میں رہو۔ ادب کی تعریف یہی ہے کہ درود شریف پڑھتے جاؤ۔ بحث کی کوئی بات نہیں ہے۔ حضور پاک ﷺ کا مقام ایسا مقام ہے کہ ؎

ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید اینجا

☆ ☆ ☆

جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ سرزمین اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے نام پر حاصل کی گئی تھی تو اس کی حفاظت کرنا ان کا فرض ہے۔ باقی لوگوں کو یہ احساس دلایا جائے کہ اگر یہ بڑا گھر نہ رہا تو تمہارے چھوٹے چھوٹے گھر بھی نہیں رہیں گے۔

☆ ☆ ☆

سرکارؐ نے کوئی دعا کی ہی نہیں جو منظور نہ ہو۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اللہ کی منشاء کیا ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ سرکارؐ کی ذات سے، آپؐ کی زبان سے کوئی بات نکلے اور وہ نہ ہو۔ آپؐ اس حد تک مشیت آشناء ہیں، واحد ذات ہیں جن کے لفظ کی صداقت کبھی کمزور نہیں ہوئی، اس لئے عرفانِ الٰہی کا یہ نور کا مقام آپؐ ہی کا ہے کہ آپؐ اس مقام تک پہنچے، باقیوں نے اللہ کریم کا جلوہ دنیا میں دیکھا، آپؐ نے جلوے سے ذات تک رسائی کی، باقیوں نے ذات کا جلوہ دیکھا، آپؐ نے جلوے والی ذات دیکھی۔ واحد ذات آپؐ ہیں، کہ باقی جلوے دیکھتے رہے اور آپؐ نے جلونے والی ذات کا دیدار کیا۔ اس لئے یہ واحد آپؐ کی ذاتِ گرامی ہے، جو اس مقام تک پہنچی ہے۔ اس لئے آپؐ جانتے ہیں اور ہم مانتے ہیں ؎

کس طرح پردہ اٹھائے گا کوئی اس راز سے
بے خبر جبریل تک ہے آپؐ کی پرواز سے
آپؐ کی ذات گرامی، ہر بلندی سے بلند
پست ہر آواز کا قد آپؐ کی آواز سے

بس یہی ایک واحد ذات ہے کہ اللہ کریم کا خود ارشاد ہے کہ اپنی آواز کو آپؐ کی آواز سے مدھم رکھنا ورنہ اعمال ضائع ہو جائیں گے۔ یعنی کہ آواز بھی

اونچی نہیں نکالنی آپؐ کے سامنے۔تو یہ مقام صرف آپؐ کا ہی مقام ہے۔ اس لئے اگر یہ پہچاننا ہو کہ اللہ کریم نے کیا ارشاد فرمایا' تو یہ پتہ چلے گا کہ کوئی اور ہی بات ہے' کیونکہ آواز نہیں اونچی کرنی آپؐ کے سامنے۔

☆ ☆ ☆

حضور پاک ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے پوچھا کہ کیا سمجھ آ گئی ہے کہ ایمان کیا ہے؟ بولے اللہ پر ایمان رکھنا' فرشتوں پر ایمان' پرانی کتابوں پر ایمان' آپؐ پر نازل کتاب پر ایمان' نماز' یہی ایمان ہے۔ایک آواز آئی کہ ہمیں تو یہی سمجھ آئی ہے کہ ایمان بھی آپؐ پر نثار ہے۔اب یہ اور ہے۔فتاویٰ کی رو سے اور ہے۔دل سے پوچھو تو ایمان بھی آپؐ پر نثار ہے۔عشق کی بات اور ہے۔اللہ پر جان دینے والا شہید ہوگا' اسلام پر جان دینے والا شہید ہوگا اور حضور پاک ﷺ پر جان دینے والا بھی شہید ہوگا نا! دوسرا نہیں مانے گا۔خالی ایمان سے بات سمجھ نہیں آتی۔

☆ ☆ ☆

ایک سجدہ قبول ہو جائے تو پوری عبادت قبول ہو جاتی ہے۔ایک غلطی اللہ کو نامنظور ہو جائے تو آپ کی ساری زندگی ضائع ہو گئی۔سرکارؐ کی ذاتِ گرامی' حضور پاک ﷺ کی شان میں جو لوگ ایک کلمہ احتیاط کے بغیر کہہ گئے'

مارے گئے وہ لوگ۔ اس ذات کے آگے کوئی بے احتیاط فقرہ نہ کہنا۔

☆ ☆ ☆

لوگوں کو ایک ہی ذات پر اعتماد کرنے کی تلقین کرو اور وہ ذات حضور پاک ﷺ کی ہے۔ ریفرنس (Reference) وہی ذات ہے اور اُس ذات کے بے شمار پہلو ہیں۔ آپ لوگوں کو جو دِقت ہو رہی ہے وہ یہ ہے کہ آپ لوگوں کے پاس حضور پاک ﷺ کی آدھی زندگی کا ریکارڈ ہے اور باقی کی آدھی زندگی کا ریکارڈ نہیں۔ کون سی آدھی زندگی؟ آدھی زندگی رات کی ہے' اُس کا ریکارڈ ہی کوئی نہیں۔ آپؐ کی شفقت کا ریکارڈ نہیں ہے آپ کے پاس۔ آپ لوگ کہتے ہیں کہ جہاد کرو کیونکہ حضورِ اکرم ﷺ نے جہاد کیا تھا' تلوار اُٹھاؤ' کافروں کو' دشمنوں کو زیروزبر کر دو۔ اور آپؐ نے دشمنوں کو معاف کر دیا' یہ آپ کبھی نہیں بتاؤ گے۔

☆ ☆ ☆

جو اللہ کے محبوبؐ کے قریب ہے وہ جنت میں ہے' جو آپؐ سے دور ہے خود بخود دوزخ میں ہے۔ تو عشقِ نبیؐ جنت ہے اور عشقِ نبیؐ سے دوری دوزخ ہے۔

☆ ☆ ☆

اللہ کی اپنی کائنات میں ہر شے اس کی اپنی ہے' غیر صرف وہ ہے جو تجھ

سے محبت الٰہی نکال دے، مٹادے ''خشیت اللہ'' یعنی اللہ کا ڈر نکال دے،
اللہ کی محبت نکال دے اور حضور ﷺ کی محبت نکال دے۔ غیر اللہ یہ نہیں ہے
جسے ہم بندے کی محبت سمجھ رہے ہیں۔ بندے کی محبت ہے ہی عین اللہ۔ اللہ
تعالیٰ تو آپ نے دیکھا نہیں ہے، کیسے سمجھ آئے گا کہ اللہ تعالیٰ ہے۔ خود اللہ
تعالیٰ نے فرمایا ''قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ'' اللہ کی
ساری محبت ہے ہی ادھر۔ اور حضور پاک ﷺ سے محبت کرنا اللہ سے محبت کرنا
ہے۔ اور یہ فرق یاد رکھنا کہ حضور پاک ﷺ اللہ نہیں ہیں۔ اللہ خالق ہے۔
خالق وہ جو نہ پیدا ہوا، نہ مرے گا اور نہ نظر آئے گا، نہ اس کی کوئی شکل ہے، نہ
اس کی کوئی صورت ہے بلکہ ہر صورت میں جلوہ گر ہے، ہر شکل میں نظر آتا
رہے گا مگر اس کو دیکھنا آسان نہیں۔ مخلوق وہ جو ایک خاص تاریخ پر دنیا میں
ظاہر ہو اور ایک خاص تاریخ کے بعد روپوش ہو جائے۔ بس یہ مقام ہے مخلوق
کا۔ خالق ہر مخلوق کے ساتھ ہمیشہ سے ہے اور مخلوق اپنے دور تک ہے۔ اب
اس کے روحانی باب الگ ہیں۔ خالق کے دل میں رہنے والے، کب سے
ہیں؟ کب تک ہیں ہمیشہ سے ہیں، ہمیشہ تک ہیں، یہ الگ بات ہے لیکن اللہ
تعالیٰ نے بتا دیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ مخلوق کو خالق سمجھ لو۔ ممکن ہے ہم حضور
پاک ﷺ کو خالق مان لیتے، اللہ مان لیتے لیکن جب ہم دیکھتے ہیں کہ آپ

نماز پڑھ رہے ہیں تو جس کی نماز پڑھ رہے ہیں وہ اللہ ہے۔

☆ ☆ ☆

آپؐ کی ذات مبارک کائنات کے لئے، آپؐ کے ارشادات کائنات کے لئے ہیں۔ آپؐ کی چھوٹی سی بات بھی یاد رہ جائے تو لوگوں کی ساری زندگی راستہ پکڑ سکتی ہے۔

☆ ☆ ☆

سرکارؐ نے اگر جانوروں سے پیار کیا تو آپ جانوروں سے پیار اس لئے شروع کر دو کہ سرکارؐ نے ایسا کیا تھا۔ آپ پر اللہ راضی ہو جائے گا۔ اللہ جس پر راضی ہے آپ اسی کی ادا اختیار کر لو، اللہ آپ پر بھی راضی۔ آپ اس لئے سوانح حیات، سیرت پاک پڑھو۔ اس میں سے کوئی عمل آسانی سے آپ اختیار کر سکو تو ان کی رضا کے لئے اختیار کر لو، کہ آپؐ کی زندگی کس طرح تھی، آپؐ کتنے شفیق ہیں، کتنے رحم دل ہیں، وعدہ کیسے وفا کرتے ہیں، لین دین کس طرح کرتے ہیں، کافروں سے کس طرح ہر طرح کی باتیں کرتے ہیں۔ ایسا کوئی عمل آپ اختیار کر لو، عمل عمل کے تابع ہو گیا۔ سارا نہیں تو کچھ حصہ۔ پھر آپ بچ گئے، فلاح پا گئے۔ جو چیز آپؐ کو ناپسند ہے اور وہ تمہاری زندگی میں موجود ہے تو وہ نکال دو۔ اتنا ہی کام کر لو۔ سرکارؐ کی زندگی کے

مطابق آپؐ کے عمل کی دنیا میں سے کوئی ایک عمل لے کر اپنے عمل کی دنیا میں اسے داخل کر لو‘ تمہاری زندگی فلاح پا گئی۔ کسی گواہی کی ضرورت نہیں ہے‘ اتنا آپ کو علم ہے‘ سرکارؐ کی ذاتِ گرامی نے قرآن مجید کے مطابق زندگی پیش کی ہے......

اس عمل کی اطاعت میں کوئی ایک اچھا عمل اٹھا لو اور ان کی اطاعت میں کوئی ایک غلط عمل اپنے سے نکال دو پھر آپ بچ گئے اور فلاح پا گئے۔

☆ ☆ ☆

سب سے اچھا لفظ جو ہے ''محمدؐ'' وہ لفظ ہی ''تعریف کیا گیا'' ہے۔ جو ذاتؐ تعریف کی گئی ہے‘ لفظ بھی تعریف کیا گیا ہے‘ وہ نام بھی تعریف کیا گیا ہے۔ تو مطلب یہ ہے کہ نام بھی اتنا ہی بلند ہوتا ہے جتنی ذات ہوتی ہے‘ نام بھی اتنا خوبصورت ہوتا ہے جتنی ذات ہوتی ہے۔

☆ ☆ ☆

ایک آدمی نے ایک ہرنی کا بچہ پکڑ لیا اور اس کو لے کے چلا گھر۔ پیچھے مڑ کے دیکھا تو اس کی ماں آ رہی ہے پیدل۔ بچہ پکڑا ہوا ہے‘ ماں ساتھ ساتھ چلی آ رہی ہے فریادی شکل میں‘ کوئی رکاوٹ نہیں‘ کوئی زنجیر نہیں‘ اب ماں اس زمرے میں آ رہی ہے کہ وہ بچہ لے کے جا رہا ہے‘ ماں بچے کے پیچھے۔

اس آدمی کے دل میں ایک اور جذبہ پیدا ہوا' اس نے چھوڑ دیا اس کو۔ یہ بڑا جلوہ ہے' کس طرح ماں آ رہی ہے بچے کے پیچھے' سبحان اللہ' بڑی محبت کی باتیں ہیں۔ اس شخص کے دل میں محبت پیدا ہوئی' اس نے چھوڑ دیا اس کو۔ اس رات کو ایک اور جلوہ پیدا ہو گیا اور حضور پاک ﷺ کی زیارت ہو گئی۔ آپؐ نے فرمایا کہ آج سے تم ہمارے محبوب ہو تو انہوں نے محبت کی اتنی قدر کی ہے۔

☆ ☆ ☆

اللہ کی عطا دیکھو کہ اس نے حضور پاک ﷺ سے فرمایا کہ ''میں نے یہ کائنات نہیں بنائی تھی مگر آپؐ کے لئے''۔ جس کائنات کے باعثِ تخلیق آپؐ ہوں تو باعثِ مستقبل بھی آپؐ ہوئے۔ تو ''باعث'' جو ہے وہ بے خبر ہو سکتا ہے؟ ''باعث'' بے خبر نہیں ہو سکتا۔

☆ ☆ ☆

اللہ کہتا ہے میں اور میرے فرشتے ہمیشہ سے حضور پاک ﷺ پر درود بھیجتے جا رہے ہیں۔ اللہ کا کوئی عمل درمیان سے شروع نہیں ہوتا اور اللہ پتہ نہیں کب سے درود بھیجتا جا رہا ہے؟ تب سے بھیجتا جا رہا ہے' جب سے حضور پاک ﷺ کی شان موجود ہے۔ لہٰذا درمیان میں آنے والے حضور پاک ﷺ

پہلے بھی موجود تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ بہر حال کہتا ہے کہ میں درود بھیجتا ہوں اور میرے فرشتے درود بھیجتے ہیں اور جب تک قرآنِ کریم موجود ہے' درود کا عمل بند نہیں ہو سکتا۔ اگر درود کا عمل بند نہیں ہونا ہے' تو رسالت کا عمل جاری ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا درود جاری ہے۔ میں بندوں کے درود بھیجنے کی بات نہیں کر رہا۔ اب اللہ جو درود بھیجتا ہے اور درود بھیجتا ہی رہتا ہے اور ایک خاص میعاد کے بعد موت کا عمل جاری ہوتا ہے تو یہ کیا بات ہوئی کہ اللہ تعالیٰ درود بھی بھیجتا جا رہا ہے اور پھر موت کے عمل سے بھی گزار رہا ہے۔ یعنی کہ اپنی محبوب ہستیوں کو بھی اس نے موت کے عمل سے گزار دیا۔ یہ اللہ کی شانِ بے نیازی ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کو بھی Spare نہیں کرے گا۔ یہ اس کا کام ہے۔ مطلب یہ کہ تکلیف یا غم یا موت کا عمل جو ہے ہر آدمی اس میں سے گزرے گا اور اس میں اللہ کا قرب موجود رہتا ہے۔ ہر انسان کے ساتھ یہ ہو رہا ہے۔ ہر انسان کے ساتھ یہ واقعہ ہو رہا ہے تو حضور پاک ﷺ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے قریب اور کون ہو سکتا ہے؟ اس عمل سے وہ بھی گزر گئے۔ تکلیف کے عمل سے وہ بھی گزر گئے۔ آپ مسلمان ہو اور سیرت میں یہ بیان کرتے ہو کہ حضور پاک ﷺ غریب تھے اور وہاں یہ بھی کہتے ہو کہ تمہیں حضور پاک ﷺ سے محبت ہے۔ سارے مسلمان حضور پاک ﷺ سے محبت کرتے ہیں۔ حضور

پاک ﷺ غریب تھے لیکن آپ لوگوں کو غریبی سے محبت نہیں ہے۔ اگر حضور پاک ﷺ سے محبت ہے اور آپ خود بیان کرتے ہو کہ حضور پاک ﷺ غریب تھے تو تمہیں غریبی سے محبت کیوں نہیں۔ مطلب یہ کہ حضور پاک ﷺ فرماتے ہیں تو پھر تمہیں فاقہ کیوں پسند نہیں۔ یعنی کہ محبوب آدمی کی تو ہر چیز محبوب ہونی چاہیے۔

☆ ☆ ☆

ایک دفعہ حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ حکم آ گیا ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلاؤ تو صحابہ کرامؓ نے عرض کی کہ اگر وہ ایمان والا نہ ہو تو ؟ آپؐ نے فرمایا کہ بھوکے کو بھوکا ہونا چاہیے' مومن اور کافر کی بات نہیں ہے۔ تو شرط یہ ہے کہ بھوکا ہونا چاہیے' اگر بھوکے کے پاس کھانا نہیں ہے تو اسے کھانا کھلاؤ جس طرح رب بھوکے کو کھانا دیتا ہے۔

☆ ☆ ☆

سائل کنجوس کو سخی بنانے آ جاتا ہے۔ شکر کرو کہ اللہ نے تمہیں دینے والا بنایا۔ حضور پاک ﷺ کا فرمان ہے کہ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔ میزبان کا ہاتھ اوپر ہوتا ہے۔ جب سرکارؐ نے یہ فرمایا تو لوگ مہمان کو ڈھونڈ کے کھانا کھلاتے تھے۔ کچھ صحابہ کرامؓ یہ کرتے تھے کہ دو دن کی

بھوک رکھ کر دوسرے صحابیؓ کے پاس چلے جاتے تھے تاکہ اسے بھوکے کو کھانا کھلانے کا ثواب مل جائے۔

☆ ☆ ☆

اللہ کس کو کہتے ہیں؟ جو پیدا نہ ہوا اور جس کو موت نہیں ہے۔ پیدا ہونے والی شے کو اللہ نہیں کہتے۔ اللہ وہ نہیں ہوتا جو پیدا ہو۔ تو اللہ وہ ہے جو پیدائش سے باہر ہو اور موت سے باہر ہو۔ جس کا یوم پیدائش ہو' وہ انسان ہوا اور جس کا یوم وصال ہو' وہ انسان ہوا۔ اب اللہ چاہے جس کا ذکر جتنا مرضی بلند کر دے۔ حضور پاک ﷺ کے بارے میں فرمایا'' ورفعنالک ذکرک ''یعنی ہم نے آپؐ کا ذکر بلند کر دیا۔ حضور پاک ﷺ کا نام اپنے نام کے ساتھ ملا دیا' اور ہمیشہ کی زندگی عطا کر دی۔ اللہ جسے چاہے شہید بنا دے اور جسے چاہے شہیدوں کا سربراہ بنا دے۔

☆ ☆ ☆

اسلام غریبی سے نہیں ڈرتا بلکہ امیری سے ڈرتا ہے' یہ تمہاری بے ایمانیاں ہیں جو غریبی سے ڈرتی ہیں۔ اسلام یہ کہتا ہے کہ اگر مجھے تمہارے گمراہ ہونے کا ڈر نہ ہوتا تو تمہیں سونے اور چاندی کے مکانات دے دیتا لیکن تم گمراہ ہو جاؤ گے۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ میری امت جو ہے یہ

شرک تو نہیں کرے گی لیکن یہ دولت کے اندر اتنی گم ہو جائے گی کہ اس کے لئے مشکل ہو جائے گی ۔ اونٹوں کی مہار لے کر چلنے والے' اونچی اونچی عمارتیں بنائیں گے تو پھر مشکل وقت آ جائے گا۔

☆ ☆ ☆

اگر انسان پیر کے پاس اللہ کی رضا کے لئے چلا جائے' وہ اچھا مرید ہوگا' تو مرید کا ارادہ تو اللہ کا ہونا چاہیے۔ جس مرید کا دنیا کے راستے کا ارادہ ہے' وہ تو رہ گیا۔ تو ارادہ کس بات کا ہونا چاہیے؟ اللہ کا اور اللہ کے حبیب ﷺ کا۔

☆ ☆ ☆

الہامی کتابوں کی تفسیر بغیر الہام کے نہیں ہو سکتی۔ تفسیر والا یہ بات کرتا ہے کہ یہاں میرے اللہ کا یہ ارادہ ہے اور وہ یہ کہہ رہا ہے اور اللہ کا یہاں پر یہ منشاء ہے۔ اللہ کا منشاء تو اللہ ہی بیان کرے' اگر تفسیر اتنی لازمی ہوتی تو کتاب کی تفسیر پیغمبرؐ خود ہی بیان فرما دیتے۔ اس کتاب کی تفسیر آپؐ کی زندگی ہے' آپؐ کی زندگی' سیرت پاک پڑھو اور کتاب کی تلاوت کرتے جاؤ۔

☆ ☆ ☆

مشکل کشاؓ کے آنے سے پہلے بھی مشکل کشاء' مشکل کشا ہی تھے' جس طرح سرکارؐ کے آنے سے پہلے بھی سرکارؐ ' سرکارؐ ہی تھے۔ نبیوں نے گرچہ

اب آپ کی امامت میں نماز پڑھی ہے مگر وہ تو پہلے دن ہی سے پڑھ کے آئے تھے جس دن اللہ نے فرمادیا تھا۔ فشھدوا انی معکم من الشاھدین تم بھی دیکھو اور میں بھی دیکھنے والوں میں ہوں' یعنی اس دن ہم نے پیغمبروںؑ کو اکٹھا کیا کہ ہم ایسی چیز پیدا کرنے والے ہیں اور جب کبھی آپؐ سے ملاقات ہوتو نہایت ادب سے ملنا۔ یعنی کہ وہ بات تو دکھادی تھی۔ گویا سرکارؐ ہمارا عقیدہ ہی نہیں' حقیقت بھی ہیں کہ سرکارؐ ظاہری آمد سے پہلے بھی سرکارؐ ہی تھے۔

☆ ☆ ☆

اللہ تعالیٰ کافی علم دے دیتا ہے مگر بہت سارا علم وہ اپنے پاس رکھتا ہے۔ صرف ایک مقام ہے سرکارؐ کی ذاتِ گرامی' کہ آپؐ کے پاس وہ سارا علم ہے جتنا علم دنیا میں آیا اور جتنا علم دنیا میں آئے گا' جتنا نازل ہوا آپؐ کے پاس ہے' جتنا نازل ہونا ہے آپؐ کے پاس ہے۔

☆ ☆ ☆

تصوف سے آشنائی رکھنے والا کوئی شخص اگر حضور پاک ﷺ کی خاکِ راہ بن جائے تو اس کے لئے بہت کافی ہے۔

☆ ☆ ☆

صحابہ کرامؓ نے ایک مرتبہ عرض کی ''یارسول اللہؐ! ہم کس طرح دین سے محبت کریں''۔ آپؐ نے فرمایا ''جس طرح دنیادار دنیا سے محبت کرتا ہے''۔

☆ ☆ ☆

اپنے معمولات کو اللہ کے حوالے سے گزارو۔ اللہ کی محبت میں رہو' اللہ کے حبیبؐ کی محبت میں رہو اور غور کیا کرو' جس نے پورے یقین کے ساتھ' عمداً نماز کو ترک کیا اس نے کفر کیا' اس کو Discuss نہ کرو بلکہ فوراً مان لو۔ حدیث شریف کے ذریعے اپنی زندگی کی اصلاح کرتے رہا کرو۔ پھر آپ کو ایسی حدیث شریف بھی ملے گی کہ اللہ کے راستے پر چلنے والے' علم والے لوگ جو ہیں ان کی زندگی عبادت ہے' اور ان کا سانس لینا عبادت ہوگا۔

☆ ☆ ☆

اگر آپ کربلا کا راز پہچانو تو پتہ چلے گا کہ خالی شریعت کو ماننے والے اور محبتِ مصطفیٰ ﷺ سے گریز کرنے والے کیا کیا کر گئے۔ لیکن جن لوگوں کے پاس طریقت کا علم تھا وہ آج تک کربلا کو کربلائے معلّیٰ کہتے جا رہے ہیں۔ تو مدعا یہ ہے کہ صرف خالی شریعت سے بات نہیں بنتی جب تک کہ شریعت کی Spirit پیدا نہ ہو۔ یہ راستہ حضور پاک ﷺ کی محبت کا راستہ ہے۔ اگر حضور پاک ﷺ کی محبت نہ ہو تو پھر نظام کی کیا ضرورت ہے۔ اس لئے کچھ شفق

انسان ایسے ہوتے ہیں جو نظام مصطفیٰ ؐ کے تو قائل ہیں لیکن محبتِ مصطفیٰ ؐ کے قائل نہیں۔ ان لوگوں سے بچنے کے لئے یہ بتایا گیا کہ ظاہر کی نماز سے بہتر ہے کہ تو دوسرے رستے پر چل۔ ورنہ نماز ترک کرنے کا کہیں بھی حکم نہیں ہے۔ فرمان ہے کہ لاصلوٰۃ الا بحضور قلب جب تک دل حضور نہ ہو نماز نہیں ہوتی۔

☆ ☆ ☆

عالمگیر بادشاہ سے کچھ قتل ہو گئے تھے۔ ایک روز اس نے سرمدؒ سے کہا کہ کلمہ سناؤ تو سرمدؒ نے کہا کہ لا الہ الا اللّٰہ بادشاہ نے کہا آگے سناؤ۔ سرمدؒ نے کہا آگے کچھ نہیں۔ کیوں کہ سرمدؒ کا لباس پورا نہیں تھا اس لئے اس نے احترام کے مارے محمد رسول اللّٰہ نہیں کہا۔ یہ ادب کا مقام ہے۔ جب سرمدؒ کی گردن اڑا دی گئی تو پھر اس کے خون سے آواز نکلی محمد رسول اللّٰہ

☆ ☆ ☆

ایک درویش ایک محفل میں بیٹھا ہوا تھا۔ جب اذان ہوئی تو اس نے کانوں میں انگلیاں ڈال لیں۔ جب اس سے پوچھا گیا تو اس نے کہا میں باوضو نہیں تھا اس لئے حضور پاک ﷺ کا نام کیسے سنتا۔ بظاہر تو یہ بغاوت تھی، لیکن اصل میں یہ محبت اور اطاعت تھی۔ ایسے بھی لوگ تھے جو کہتے تھے کہ میں

درود شریف کی محفل میں نہیں بیٹھوں گا۔ جب ان سے پوچھا گیا تو کہنے لگے کہ میں وضو سے نہیں ہوں۔ ایک بزرگ نے یہ کہا کہ پہلے میں دو دن فاقہ کروں گا پھر درود شریف کی محفل میں بیٹھوں گا یا تین شب بیداریوں کے بعد۔ یہ ادب کے مختلف درجات ہیں۔

☆ ☆ ☆

اللہ اور اللہ کے حبیبؐ کی محبت کو زندگی اور زندگی کی ہر دوسری محبت سے افضل جاننا چاہیے۔

☆ ☆ ☆

ہماری عاقبت خیر والوں کے ساتھ ہے' اللہ کے محبوبؐ سے محبت رکھنے والوں کے ساتھ ہے۔

☆ ☆ ☆

اللہ کے محبوبؐ کو ماننے والے دوزخ میں نہیں جا سکتے۔

☆ ☆ ☆

اللہ کا فرمان ہے کہ قل ان کنتم تحبون اللّٰه فاتبعونی یحببکم اللّٰه
اے اللہ کے رسول ﷺ !ان سے کہہ دیجئے کہ اگر یہ لوگ اللہ سے پیار کرتے
ہیں تو آپؐ کی اطاعت کریں پھر اللہ ان سے محبت کرے گا۔ وہ لوگ جو
محویت میں ہیں اور حضور پاک ﷺ کی یاد میں ہیں' وہ رویت حق یا جلوہ حق
دیکھ سکتے ہیں۔ یہ ایک مستند بات ہے کہ جلوہ حق غیر از جلوۂ محبوبِ حق ﷺ
نہیں ہوگا۔ یہ ایک خاص نقطہ ہے۔ اس نقطے کو یاد رکھیں۔ یہ شعبہ ان لوگوں کا
ہے جن کے دین میں بڑے مقامات ہیں۔ دین کے ان مقامات میں' پوری
زندگی دین کے مطابق اور وضو' تہجد گزاریاں' شب کی آہ و زاریاں اور باقی
تمام بڑے بڑے واقعات شامل ہیں۔ ان لوگوں کے یہ مقامات ہیں جو کہہ
سکتے ہیں کہ تیرا دربار' دربارِ الٰہی ہے' اور تیرا دربار' دربارِ مصطفائی ﷺ سے
ہے۔ وہ اس مقام پہ ہوتے ہیں کہ وہ کہہ سکتے ہیں کہ کعبے کا راستہ مدینہ سے
ہو کے جاتا ہے بلکہ مدینے کا راستہ کعبے سے ہو کے جاتا ہے' کعبہ راستے میں
ہے' مدینہ بعد میں ہے یا مدینہ راستے میں ہے اور کعبہ بعد میں ہے۔ اگر آپ
لوگ Discussion کرو گے یا Differentiation کرو گے تو گمراہ ہو جاؤ
گے۔ دونوں' دونوں کی راہ میں ہیں اور دونوں' دونوں کے ساتھ ہیں۔ اس
لئے یہ معلوم ہوتا کہ کون کیا ہے؟ پہلے آپ نے لا الٰہ الا اللہ پڑھا یا پہلے محمدؐ

رسول اللہ پڑھا؟ پڑھتے پہلے لا الہٰ الا اللہ ہیں اور سکھایا محمدؐ رسول اللہ نے ہے کہ اللہ کیا ہوتا ہے۔ تو محبت پہلے کس سے ہوئی ہے' محبت پہلے محمدؐ رسول اللہ سے ہوئی ہے اور پھر ان کا کیا پیغام ہے؟ لا الہٰ الا اللہ۔ یعنی کہ توحید نے رسالت نہیں سکھائی بلکہ رسالت نے توحید سکھائی ہے۔ ہمارا تعلق کس سے تھا؟ ہمارا تعلق رسالت سے تھا۔ ہمارا تعلق تو رسول خداؐ سے تھا کہ انسان ہیں' کچھ فرما رہے ہیں' کچھ باتیں بتا رہے ہیں' کچھ Relation بتا رہے ہیں' کچھ Human Relation بتا رہے ہیں' کچھ Human Psychology بتا رہے ہیں' اور دوسری بڑی بڑی باتیں بتا رہے ہیں۔ ساتھ ہی لوگوں سے پوچھا کہ کیا کبھی ہم سے جھوٹی بات سنی؟ لوگوں نے کہا نہیں سنی۔ پھر آپؐ نے فرمایا اگر ہم یہ کہہ دیں کہ دشمن آ رہا ہے تو؟ لوگوں نے کہا ہم مان لیں گے۔ ''اور اگر ہم یہ کہہ دیں کہ ایسا نہیں ہے تو؟''.... تو ایسا نہیں ہے۔'' اللہ پہ یہ اعتماد جو ہے آپ کو یہ اعتماد کس نے عطا کیا؟ یہ حضور پاک ﷺ نے عطا کیا۔ آپ کا تعلق کس سے تھا؟ محمدؐ رسول اللہ سے اور پیغام کیا ملا؟ لا الہٰ الا اللہ۔ وہ لوگ جو رسالت کے بغیر الہیات میں داخل ہوتے ہیں وہ غالباً وہیں رہ جاتے ہیں۔

☆ ☆ ☆

اللہ نے دکھانے کے لئے جو چیز بنائی ہے وہ اپنے محبوبؐ کا جلوہ ہے۔ اچھے انسان اور مسلمان کی سب سے بڑی خواہش کیا ہے؟ کہ وہ اللہ کے محبوبؐ کا جلوہ دیکھنے کی تمنا کرے۔ وہی آپ کی عاقبت کے لئے بہتر ہے' وہی آپ کی آخرت کے لئے بہتر ہے' وہی آپ کی تسکین روح کے لئے بہتر ہے اور وہی آپ کی تسکین جاں کے لئے بہتر ہے کیونکہ دیدارِ حق جو ہے دراصل دیدارِ ذاتِ محبوبِ حقؐ ہے۔ ایک اور آسان طریقہ ہے یعنی جن لوگوں کو حق کا دیدار ہوا' ان لوگوں کے تقرب کا نام بھی دیدارِ حق ہے۔ من رانی فقد راء اللّٰہ جس نے مجھے دیکھا اس نے اللہ کو دیکھا۔ یہ حدیث شریف ہے کہ جس نے کبھی میرے دیکھنے والے کو دیکھا' اس نے مجھے دیکھا۔ حتیٰ کہ یہ Sequence چلتے چلتے' سینہ بہ سینہ' نظر بہ نظر' اگر کبھی اس نظر سے آپ کی نظر مل گئی تو پھر بنیاد تک تمام نظارہ' تمام کا تمام آپ پر آشکار ہونے کا امکان ہے' اس ایک نقطے پر غور کرو۔ کیونکہ ایسا بھی ایک واقعہ تھا کہ کچھ لوگوں نے حضور پاک ﷺ کو دیکھا لیکن انہوں نے اس طرح نہیں دیکھا مثلاً ابوجہل نے نہیں دیکھا' کافروں نے نہیں دیکھا' حالانکہ وہ لوگ چچا تھے' ماموں تھے' رشتے دار تھے' عزیز تھے' شہر والے تھے' یعنی Non Believer تھے۔ سارے کے سارے تھے' وہ دیکھ رہے تھے یعنی نہیں دیکھ رہے تھے۔

اس میں راز یہ ہے کہ دیکھنے سے مراد یہ ہے کہ اس میں شوق اور ادب ضرور ہونا چاہیے ورنہ خالی دیکھنے کو مشاہدہ نہیں کہا جائے گا۔ اس مشاہدہ میں ادب ہو' شوق ہو اور کچھ عرصہ کا فراق ہو۔ یعنی کہ اس شوق میں کچھ وارفتگی ہو' کچھ تلاش پرانی ہو' کچھ آپ نے اس میں سفر کئے ہوں' اور شوق کا راستہ طے کرنے میں آپ نے ٹائم لگایا ہو اور اس میں یہ ساری Investment ہو تو پھر کبھی جا کے آپ کو پہچان ہو گی۔

☆ ☆ ☆

ترتیب: ڈاکٹر مخدوم محمد حسین

تصانیف

واصف علی واصفؒ

1-	کرن کرن سورج	(نثر پارے)
2-	دل دریا سمندر	(مضامین)
3-	قطرہ قطرہ قلزم	(مضامین)
4-	شب چراغ	(اردو شاعری)
-5	The Beaming Soul	(Aphorisms)
-6	Ocean in a drop	(Essays)
7-	بھرے بھڑولے	(پنجابی شاعری)
8-	حرف حرف حقیقت	(مضامین)
9-	شب راز	(اردو شاعری)
10-	بات سے بات	(نثر پارے)
11-	گمنام ادیب	(خطوط)
12-	مکالمہ	(مذاکرے، مقالات، انٹرویو)
13-	دریچے	(نثر پارے)

14- گفتگو۔۱ (سوال جواب)

15- گفتگو۔۲ (سوال جواب)

16- گفتگو۔۳ (سوال جواب)

17- گفتگو۔۴ (سوال جواب)

18- گفتگو۔۵ (سوال جواب)

19- گفتگو۔۶ (سوال جواب)

20- گفتگو۔۷ (سوال جواب)

21- گفتگو۔۸ (سوال جواب)

22- گفتگو۔۹ (سوال جواب)

23- گفتگو۔۱۰ (سوال جواب)

24- گفتگو۔۱۱ (سوال جواب)

25- گفتگو۔۱۲ (سوال جواب)

26- گفتگو۔۱۳ (سوال جواب)

27- گفتگو۔۱۴ (سوال جواب)

28- گفتگو۔۱۵ (سوال جواب)

کاشف پبلی کیشنز ۳۰۱۔اے جوہر ٹاؤن لاہور

http://www.wasifaliwasif.com